

جلسہ ریزیہ عرب الا انصار بھیرہ (مغربی پاکستان) درمیان



حزب الانصار

(دین کے مددگاروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بھیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مرمت دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کا اجراء اور اس کے مانتیت کئی جگہ مدارس عربیہ کا قیام دارالبلقیں سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل مساعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بھیرہ سے شائع ہوتا ہے - حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب دارین حاصل فرمائیں -

افتخار احمد بکوی کان اللہ

اسیر حزب الانصار بھیرہ پنجاب

پیام کا اثر حضرت نالہ علیہ السلام کو نور اللہ مرقوق

تحت لاد آسہ

مولانا الحاج افتخار احمد بکوی میر عرب الا انصار بھیرہ

مدیر مسئول
غلام حسین

خبر سیکانہ
عوامات
معاذین
طالبات

شمس الاسلام

جلد ۲۵

شمارہ ۵

جلد ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۵۷ء شماره ۵

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون
۳	ادارہ	بزم انصار
۶	"	شذرات
۹	"	رمضان المبارک کا تبلیغی وعظ
۱۲	حضرت عقیل	غیر مقدم رمضان المبارک (نظم)
۱۶	مولانا بیچ الزمان صاحبہ سلوئی	صحابہ دین نبوت ہیں
۲۰	ادارہ	شان رسالت
۲۱	مولانا قاضی عبدالحمید صاحب اظہر	فرستادہ عرب کا تاریخی شاہکار
۲۲	مولانا محمد امین صاحب جمنہ	آخری السلام
۲۶	مولانا محمد اکرم خان صاحب ممبر مجلس شوراء ممبئی	خطبہ صدارت پاکستان پر شری کا نفرین
۳۰	مولانا محمد عظیم صاحب بدہ	تاریخ و جبر (بچوں کا صفحہ)
۳۱	ادارہ	اخبار غلام

باہرام غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، شنائی برقی پریس سرگودھا سے چھپکر دفتر جریڈ شمس الاسلام بمبئی سے شائع ہوا

وکیل کی ہنگامہ بازی

بزم انصار

حجۃ الاسلام

سے بھیرہ میونسپلٹی کے الیکشن کے حوالہ
پڑھے۔ سستانش بے جا نہ ہوگی اگر میں
یہ کہوں کہ آپ نے بروقت میرے عزیز
وطن کے دکھی عوام کی صحیح خدمت
انجام دی ہے۔

بھیرہ میونسپلٹی پر لات و منات
کی طرح بتان فرنگ عرصہ دراز سے
مسلط تھے۔ اور انا ولاغیری کانگریس
لگا رہے تھے۔ نگاہیں محمود غزنوی کو
تلاش کر رہی تھیں کہ بت سومنات کا
پاش پاش ہونا تو برہمن اسی کے ہاتھوں
مقدم ہو چکا تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ
نے مموئے کو شاہین، بیونٹی کو ہاتھی
سے شکست فاش دلا کر اپنی قوت و
توانائی کا یقین کامل پیدا کر دیا۔ ع

اس کا ہیا بی پر میری صدق دلانہ
مبارکباد قبول فرمائیے۔ اور پارٹی کے
جلد ارکان کو مبارکباد کا ناچیز تحفہ پیش
کیجئے۔ ع برگ سزاست تحفہ پیش

انقلاب ہمارے بلدیہ بھیرہ کے انتخابات ہو چکے ہیں
مولانا افتخار احمد صاحب بلوئی کے منتخب کردہ نائبین
نے بالاتفاق شیخ محمد اسلم صاحب کو صدر۔ بلدیہ
منتخب کر دیا تھا۔ اب پنجاب گورنمنٹ نے شیخ
صاحب کی صدارت کا باقاعدہ گزٹ کر دینے
شیخ صاحب مخلص قومی اور عوامی
کارکن ہیں۔ باشندہ محسن بھیرہ کی بیہودی اور فلاح
پیش پیش رہتے ہیں۔ اور ہر وقت ہر ایک
کے کام کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

احسان: ہر سال انقلاب پر ہر ماس
بھیرہ کے مسرے کا افسار کیا ہے۔ اور جو
حضرات بھیرہ سے باہر ہیں۔ انہوں نے خطوط
اور تاروں کے ذریعہ اپنی محبت کا افسار کیا۔
اور دعاؤں سے یاد فرمایا۔ ہمیں ادراقی اعلازیت
نہیں دیتے کہ ان تمام خطوط کو شائع کیا جائے۔
ان میں سے ایک خط اپنے صدیق مکرّم ڈاکٹر
خواجہ محمد ایوب صاحب کا شائع کیا جا رہا
ہے۔ آپ اس وقت سکھر (سندھ) میں
کاروبار کرتے ہیں۔ تحریر کرتے ہیں اور
افتخار الملت برادر مکرّم! السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ر۔ لہ شمس الاسلام

ہم غریب الوطن، وطن اور اہل وطن کی خاطر
خون جگہ پی کر کثرت دے جاتے تھے۔ جبکہ ہم شہادت
کے ڈبیروں کے لئے ہر ممکن ہمتوں متعفن نالیوں
پھر وہ لبریز گندہ جو ہر طرف دھالابوں کے
گلی کو چوں، اٹھڑے ہوئے پتھروں والی
اور خاک آلود سڑکوں کو دیکھتے تھے۔

شیخ صاحب کے دماغ اقدار میں اہالیان بھیرہ
جو کچھ ابتلا و مصیبت گذری اسکا اعادہ ناممکن
تھا لیکن ہر جہ گزشت گذشت۔

اب میرا سلام مسنون کے بعد اپنی پادشاهی
کو پیغام پہنچا دیجیے کہ وزارتیں و صدارتیں
مشی کا گھر و نڈا اور پانی کا ببلہ ہڈا کتنی میں جو
بن بکر بگڑتی اور بگڑ بگڑ کر بنتی ہیں۔ اگر انہوں
نے بھی جذبہ خدمت خلق سے کام نہ لیا تو
انکے پیشرو ہی کیا ہوتے۔ اور اگر انکے
مد نظر افضلا، الاشغال خلد، مہ الناس
دے، تو آپ کی خدمت شرف لاتی۔ ورنہ مینوئل
ہال تو کبوتر خانہ ہوا کرتا ہے کہ اپنے اپنے
وقت پر غم غموں کا شور مچا کر اڑا جاتا کرتے
ہیں۔

دعا کا طالب

دعا کا شکر محض بوب مقیم سکھر

شکر ہمارا اس کامیابی پر جن حضرات نے ہمیں دعاؤں سے
یاد فرمایا ہے۔ ان کا شکر یہ ادا کرتے ہیں اور ان سے درخواست
کرتے ہیں کہ کامیاب حضرات کیلئے دعا کریں کہ خدمت خلق اور
اصلاح شہر کے عند اللہ و عند الناس ماحور و مشکور
ہوں۔

دارالعلوم غزیریہ

خوشخبری

طالبان علوم دینیہ السنۃ الشرقیہ کے حلقہ میں پیر ذہ جانفزا نہایت
مسترت سنا جا رہا کہ مولانا الحاج افتخار احمد صاحب مولوی امیر خلیل نصار
وہتم دارالعلوم غزیریہ سے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے کہ
ہر سال اکثر طلباء محض اسلئے مولوی فاضل درشتی فاضل کے
امتحانات میں فیصل ہو جاتے ہیں۔ کہ انکو قابل اور تجربہ کار اساتذہ
درس اور تدریس کیلئے مقرر نہیں آتے۔ اس سال دارالعلوم غزیریہ
جامع مسجد بھیرہ میں درشتی فاضل و مولوی فاضل کی تیاری کرنے
کے لئے فاضل مستند و اعلیٰ تعلیم یافتہ تجربہ کار اساتذہ کی مدد
حاصل کر کے کلاسوں کا اجرا کر دیا گیا ہے۔

مزید برآں دارالعلوم غزیریہ جامع مسجد بھیرہ میں حسب
دستور سابق دورۂ حدیث شریف، درسی کتب و حفظ قرآن
کا بہترین انتظام ہے۔ پیرو فی طلبہ کے قیام، طعام، ملبق
و طبق کا درجہ کفیل ہوگا۔

داخلہ: درہ شوال سے لیکر درہ شوال تک کھلا رہیگا۔

درشتی فاضل کرنے والوں کے لئے فیس و اجرتیں

مقرر کی گئی ہے۔ اور پیرو فی طلبہ کے لئے بورڈنگ کا انتظام بھی
کر دیا گیا ہے۔ نیز مقامی اور کاروباری حضرات کیلئے نا
کلاسز کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے۔

داخلہ و مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ
پر خط و کتابت کریں۔

ڈاکٹر حکیم برکات احمد بگوی میونسپل کمشنر

ناظم دارالعلوم غزیریہ جامع مسجد بھیرہ پاکستان

شخصیات

(ادبیات)

مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کی شکست

گذشتہ ماہ کا اہم ترین واقعہ مشرقی بنگال کے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ کی فاش شکست ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کی تنظیم جس طرح دن بدن کمزور گئی ہوئی جا رہی تھی، اور لیگ لیڈروں نے جس طرح پاکستان کے مقصد و جوہر اور قومی نصب العین سے بے توجہی برت کر اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی تعلیمات و روایات کو پامال کر کے قراہی و مقاصد کی توہین کر رکھی تھی اور عوام کو اور عوامی جذبات کو جس بری طرح کچلا تھا۔ ان کا یہ بالکل فطری اور لازمی نتیجہ تھا کہ مسلم لیگ کو ایسی ہی شکست ہو۔ اس لئے جہاں تک لیگ کی ناکامی کا تعلق ہے، یہ حالات کا ایک قدرتی نتیجہ ہے۔ اور ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔ اس خبر تک ناکامی کے بعد مسلم لیگ کے لیڈروں نے کچھ سوچنا شروع کر دیا ہے۔ کہ اب کن سہاروں سے مسلم لیگ کی تنظیم کو باقی رکھا جاسکتا ہے۔ اور اس جدید مردہ میں کس طرح از سر نیا جان ڈالی جاسکتی ہے۔ لیکن ہر عہدہ پر لیگ لیڈروں کے نظریات و افکار، جاہ پسندی و اقتدار طلبی کے جذبہ اور ابھی رقابتوں اور ریکشٹیوں کو دیکھ کر یہ امید کبھی نہیں کی جاسکتی کہ اب کسی سچائی سے بھی اس بے جان لاشہ میں روح ڈالی جاسکتی ہے۔

شاید مسلم لیگ کے نام سے فوائد سمیٹنے کے لئے کچھ لوگ وابستہ رہیں۔ اور اس ڈھانچہ کو

باقی رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن اقتدار ختم ہونے کے ساتھ ہی یہ ریت کا تودہ کثیفاً مہیلا ا۔ جہاں منٹوٹا ہو جائیگا۔ اور ان مصنوعی سہاروں کی ختم ہوتے ہی مسلم لیگ کان لہ یکون شیفاً مذاکورا ہو جائیگی۔ اگر محض مسلم لیگ کی شکست و ناکامی یا سنا فساد سے لیگ لیڈروں کی مغز دی و مچر وی ہم کو خوش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہم مسلم لیگ کے دشمن اور اس کے ساتھ حق ذاتی مخالفت رکھنے والے نہیں۔ ہم کو اگر مسلم لیگ کی ترقی و ترقی اور سچے تو وہ محض البخوص للہ کے ماتحت بننا پسند ہے کہ اس قیادت نے اپنے دورانہ میں تمام ان ذرائع جیتا ہونے کے باوجود پاکستان کے مقصد و مقصد یعنی ایک مکمل اسلامی نظام برپا کرنے میں نہایت سچ سل انگاری سے کام لیا۔ نہ سات سال میں اسلامی دستور دہ آئین مرتب کیا اور نہ ملک کو اس قابل بنانے کی کوشش کی کہ وہ اسلامی نظام کو بہ آسانی اور جلد از جلد قبول کر سکے۔ نہ خود اپنے عمل سے اس نے اسلام کی نمائندگی کی۔ اور نہ اسلام کے حقیقی نمائندوں کی انہوں نے کچھ حوصلہ افزائی کی۔ بلکہ انہوں نے تو عطا لادینی و عدا کو فروغ دیا۔ غیر اسلامی تہذیب و تمدن کو عام کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اور مغربی نظریات و افکار اور برطانیہ و امریکہ کے طرز زندگی کو زیادہ مقبول بنانے کے لئے کوشاں رہے۔ پس مسلم لیگ کو خواہ ملازم کا طعنہ

نے کہ اور انتہاء کے خواہش مند قرار دیکر اسلام پسند کردہ کو بدنام کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سے نامانوسگی اس لئے نہ تھی کہ ہم خود اپنے لئے پچھلا اقتدار چاہتے تھے۔ اور ہمیں یہ پسند نہ تھا کہ حکومت کی کرسیوں پر مسلم لیگ کے نمائندے کیوں قابض ہیں۔ بلکہ ساری ناراضگی اصول کی بنا پر تھی۔ اب اگر مسلم لیگ کی شکست کے بعد اس مہینیت کے کچھ اور لوگ آگے بڑھ سہے ہوں اور لیگ کی قیادت کے بعد اسی قماش کے دوسرے لوگوں کو قیادت مل ہی ہو تو اصولی مخالفت کی بنا پر ہم اس پر خوش نہیں ہو سکتے۔ مشرقی بنگال کے انتخابات کے لئے چند پارٹیوں نے مل کر ایک متحدہ محاذ بنایا۔ ان پارٹیوں اور ان کے لیڈروں اور کارکنوں میں باہم کوئی وجہ اشتراک و اتحاد اس کے سوا نہ تھی کہ وہ سب مسلم ایک کے خلاف تھے۔ سبسی طور پر تو سب متفقہ تھے۔ لیکن ایجابی طور پر ان کے انکار و نظریات میں بعد مشرقین تھا اور سچے۔ نظام اسلام پارٹی پاکستان میں ایسے مکمل اسلامی نظام کی داعی ہے جو سترائمر قرآن و سنت پر ایجاباً و سلباً مبنی ہو۔ اس میں علماء اسلام اور دیندار مسلمان شامل ہیں۔ دوسری طرف وہ اشتراکی ذہن کے لوگ تھے جو اسلام کا نام سنتے ہی ایسے بھاگتے ہیں جیسا کہ لاجوں سے شیطان بھاگتا ہے۔ فضل حق صاحب اور اسکی پارٹی کا سوائے حصول وزارت و اقتدار کے اور کوئی نظریہ و مسلک ہی نہیں۔ اور اسی مقصد کے لئے وہ ہر رنگ اختیار کر سکتے ہیں اور کہتے ہیں۔ سروردی صاحب کی بھی حالت کچھ اس قسم کی ہے۔ دین سے، مذہبی نظام سے، مذہبی انکار و نظریات سے وہ بھی کوسوں دور ہیں۔ نظام اسلامی پارٹی کے صدر و محمد مولانا اطر علی صاحب کے ساتھ فضل حق صاحب، سروردی صاحب

اور بھاشانی صاحب نے ایک معاہدہ کیا۔ اہل انہیں یقین دلایا کہ ہم قرآن و سنت کے مطابق ایک مکمل اسلامی کی بنیادیں رکھیں گے۔ پاکستان کے دستور کو خالص اسلامی اصول پر قائم کر دیں گے۔ الیکشن میں صالح مسلمان کو متحدہ محاذ کا ٹکٹ دیں گے۔ کسی غیر اسلامی نظریہ والے شخص کو آگے نہیں بڑھایا جائیگا۔ الیکشن نکاتی فتور میں بھی حسب پدلا اور ہم نکتہ یہ تھا کہ ہم قرآن و سنت ہی کو دستور سازی میں اصل بنیاد قرار دیں گے۔ اس کے بعد الیکشن دوران میں جب ہم مقامی اور غلط جذباتی نعروں کے ساتھ اہم نعرہ یہ بند بانگ دعوں تھا کہ انتخابات میں کامیابی کے بعد ہم تمام اسلام کو قائم کر نیکی جدوجہد کریں گے۔ اور دستور کو خالص اسلامی بنانے کی کوشش کریں گے۔ علماء و کام کو ساتھ لایا۔ مولانا اطر علی صاحب جیسے مشہور بزرگ کی حمایت حاصل کی۔ اور انہوں نے اور نظام اسلام پارٹی نے پورا پورا ساتھ دیا۔ لیکن متحدہ محاذ کی کامیابی کے بعد سروردی صاحب اور متحدہ محاذ کے دوسرے لیڈروں اور غصہ و صامیان افتخار الدین اور اس کے دو ترجمانوں پاکستان ٹائمز اور اوروں نے جو کچھ کہا اور لکھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے کئے ہوئے وعدوں کو یہ لوگ کس بے دردی سے توڑ دیتے ہیں اور مسلم لیگ کو شکست دینے کے بعد اب وہ اپنی کامیابی کو اس اعزاز سے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا یہ بیہوشوں نے دینداروں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی۔ یا اشتراکی نظام نے اسلامی نظام کے مقابلہ میں میدان جیت لیا۔ یا اب تک دستور سازی کے سلسلہ میں جس قدر اسلام کے مطابق اجزاء منظور کئے گئے ہیں یہ ان دفعات کے خلاف قوم کی اکثریت کا فیصلہ ہے۔ اور بار بار یہ اصرار کیا جا رہا ہے کہ دستور سازی کا جتنا کام ہوا ہے،

رمضان المبارک کا تبلیغی وعظ

(ادارہ)

فضائلِ رمضان

اما بعد ہر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
 شہرِ رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہذا للناس وبنیات من اتقوا والفرقان فمن شہد منکم الشہر فیمضہ۔ ومن کان من رمضان او علی نفسی فعلة من ایا ما اخر۔ یرید اللہ بک البیسی ولا یرید بک العسری ولتکملوا العدة و لتکذروا اللہ علی ما فعل بکم ولعلکم تشکرون
 حضرات! ہر آج کے وعظ میں آپ نے اپنے فضائلِ ماہِ رمضان، روزہ کے مسائل، نماز تراویح، بقیۃ القدر اور اعتکاف کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ہر یہ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ وہ لوگوں کا رہنما ہے۔ اور اس میں رات اور حق و باطل کی تمیز کے کھلے کھلے احکام موجود ہیں۔ (یونس)

بقیۃ ص ۵۔ ہم ایک بار پھر جناب محمد علی صاحب اور دوسرے ارکانِ کونینہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہر اسیرانِ مارشل کو غیر مشروط طور پر رہا کیجئے۔ اور قومی جذبات کا احترام کیجئے۔

جو شخص تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو تو چاہئے کہ اس مہینے کے روزے رکھے۔ اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی کرنی نہیں چاہتا۔ (دیکھو اس لئے ہے) تاکہ تم روزوں کی گنتی پوری کرو اور تاکہ اللہ نے جو تم کو راہِ راست دلائی ہے اس نعمت پر اسکی بڑائی کرو۔ اور تاکہ تم اس کا احسان مانو۔ (البقرہ ۱۸۳)

(۱) رمضان المبارک کی سب سے پہلی اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قرآن مجید پہلے لوح محفوظ میں درج تھا۔ پھر لیلۃ القدر میں جو ماہ رمضان کی ایک نہایت بابرکت رات ہے۔ لوح محفوظ سے بیت العزت میں نازل ہوا۔ بیت العزت پہلے آسمان میں ایک مقام ہے۔ اس کے بعد تیس برس کے عرصے تک بتدریج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے سے اترتا رہا۔ حتیٰ کہ تمام قرآن مجید مکمل ہو گیا۔

(۲) دوسری فضیلت یہ کہ اس ماہ میں بشتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دروغ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اذا صافحت فمحت ابواب السماء و فی رواية ابواب الجنة و خلقت ابواب جہنم و صفتت الشیاطین یعنی جب ماہ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں بشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں

اور دوزخ کے دروازے بند کر دیتے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔

آسمان کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متواتر رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور بندوں کی طرف سے بھی سچائی سے زیادہ نیک اعمال دوزخ قبولیت کو پہنچنے کے لئے اور کو چڑھتے ہیں۔ چونکہ چاند خرف میں غائب ہونے لگتا ہے اس لئے رحمت کے دروازے کا کشادہ ہونا لازمی ہے۔ اس لئے رحمت کے نیچے آئے اور نیک اعمال کے اوپر جانے کے لئے بطور کتابہ فرما دیا کہ آسمان کے دروازے ماہ رمضان میں کھل جاتے ہیں۔

آسمان کے دروازے کھلنے سے مقصود یہ ہے کہ اس ماہ میں اس کثرت سے عبادت کرنے کا موقع میسر ہے۔ اور خصوصیت سے اس ماہ میں ان عبادات پر اس قدر اجر ملتا ہے کہ اس کا نتیجہ سو سو سالہ دخول جنت ہے۔ اور دوزخ کے دروازے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ روزے کی پابندی میں لذت نفسانہ کو چھوڑ دینے سے مومن بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اور سابقہ گناہ روزے کی برکت سے بخشتے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الصلوة الخمس الجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مکفرات لما بینھما ان اجلتہما الکبائر یعنی پانچوں نمازیں اور جمعہ کی نماز ایک جمعہ تک اور ماہ رمضان ایک رمضان تک درمیان میں نہ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

شیطان کی قید کا مطلب یا تو یہ ہے کہ سچ میچ مٹائے شیطان اس ماہ کی برکت کے لحاظ سے بند کر دیتے

جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر غافل لوگ بھی اس ماہ میں نماز و روزہ اور تلاوت قرآن وغیرہ عبادات پر حامل ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر گناہ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ اب شیاطین ان کو ہکمانے کا موقع نہیں پاتے۔ اور بعض کفر فاسق لوگ جو پھر کبھی ترک عبادت اور اذکار کا بیجا ہی پرائے تھے ہیں ان کی وجہ سے کہ ان کے دل پر شیطان سابقہ تعلیم کا اثر موجود ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قید ہونے والے شیاطین سے صرف ابلیس وغیرہ بڑے بڑے مراد ہیں۔ جو باقی کروڑوں اربوں شیطانوں کے گرو گنڈل ہیں۔ ماہ رمضان میں صرف وہی قید ہوتے ہیں۔ اور ان کے قید ہونے سے اگرچہ شیطان کی کاروبار میں سہیلی سہ روتی اور وسوسہ نہیں رہتی۔ تاہم ان کی ان گنت ذریعات مہر و فکار رہتی۔ شہر جو ان مبارک دنوں میں بھی جگہ عموماً طاعت و عبادات کے چرچے عام ہوتے ہیں۔ مگر گھر سے تلاوت قرآن کی آواز آتی ہے۔ مساجد معمولی سے زیادہ نمازیوں کے ساتھ معمور ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کو ہکمانے میں کامیاب ہوتی رہتی ہے۔ اور ان کو بدستور تارک نماز رہنے اور روزہ نہ رکھنے، سرعام حقہ پینے اور اس بڑے بزرگ کی عزت کی پرغاہ نہ کرنے پر جرأت دلاتی رہتی ہے۔

یا شیطان کے قید ہونے سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ روزے کی وجہ سے قوت حیوانی کمزور پڑ جاتی ہے جو غضب و شہوت کا سرچشمہ ہے۔ ساتھ ہی قوت عقلیہ روزے کی بدولت قوی ہو جاتی ہے جو انسان کو نیکی و بدی کے نتائج سے آگاہ کرتی رہتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گناہ گنہوں سے بچنے لگتا ہے۔ پھر شیطان اس کو دوسو سو میں ہٹا کر دے اور اس کے دل میں نفسانی خیالات ڈالنے سے یہاں تک مجبور ہو جاتا ہے، گو یا کہ وہ مقید و محبوب ہے۔

(۳) اس ماہ کی تیسری فضیلت یہ ہے کہ اس میں ہر نیک کا اجر معمولی سے زیادہ ملتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس ماہ میں ہر روز ایک فرشتہ نکلتا ہے یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشرا قصہ واللہ فیہ حقائق من النار یعنی ایسی نیکی کرنے کے خواہشمند آئے بڑھادو لے بیڑی کے خواہشمند بس کر۔ اور اللہ تعالیٰ اس ماہ میں بہت لوگوں کو دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ یعنی جو نیک اس ماہ میں تھوڑی سی نیکی کا اجر بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نجات دیتی ہے۔ یعنی جو نیک اس ماہ میں تھوڑی سی نیکی کا اجر بہت زیادہ ملتا ہے۔ لہذا نیکی کرنے والوں کو یہ قیمتی موقع ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے۔ اور جو نیک اس ماہ میں ہر گناہ کی سزا معمول سے زیادہ ملتی ہے، لہذا گناہ سے باز رہنا چاہیے۔ بلکہ آئندہ کے لئے گناہ سے توبہ کر بی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس ماہ کے اعزاز میں بہت سی مخلوق کے سابقہ گناہ معاف کر کے انکو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

(۴) جو بھی فضیلت اس ماہ کی یہ سمجھ کہ اس ماہ کے روزے کے اجر کا کوئی حساب و شمار نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کل علی ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائتہ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لئی وانا اجزئی بہرید ع شہوتہ و طعامہ وشرابہ من اجلی۔ یعنی فرد آدم کے ہر عمل کو جو نیک ہو دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں خود دے حساب) دون کا بندہ میرے لئے اپنی خواہشات اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ (مشکوۃ) واضح ہے کہ جب کوئی نیکی دیا و نفاق سے پاک

رکھ کر بجالائی جائے تو اس کا اجر کم از کم دس گنا ملتا ہے۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ کبھی خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے سات سو گنا اجر ہی بخش دیتا ہے کھل حبة انبت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبة۔ مگر روزہ کا اجر غوامضات و مانی پر ہرگز کیونکہ سے سے حساب ملتا ہے۔ انہا یوفی الصابر اجرہم بغير حساب۔

روزہ نماز تراویح، یتیمہ القدر و ادعائے غفران

اللہ مجتہد دوسری آیت پیام پر شاہد فرماتے ہیں۔ اعود باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون یا مایا معذرت۔ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فلیدۃ طعام مسکین۔ فمن تطوع خیرا فهو خیر لہ۔ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ مسلمانو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم اکثر گناہوں سے بچو۔ (دوبھی) گنتی کے چند دن ہیں۔ اس پر بھی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اور جن کو روزے کی طاقت نہ ہو ان پر ایک روزے کا بدلہ محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے۔ اس پر بھی جو شخص خوشی سے نیکی کرنا چاہے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اور سمجھو تو روزہ رکھنا بہر حال تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (البقرہ ۱۸۳)

روزہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ فرض، واجبہ افضل

نہ رکھنے کی حالت میں دن بھر کچھ نہ کھائے چے۔ تاکہ روزہ کی عزت بھی محفوظ رہے اور ترک کے عذر کا پردہ اور شرم بھی نہ رہے۔ رمضان کے روزے کی نیت راستے سے کرنی چاہئے۔

یعنی دل میں سمجھ لے کہ کل کو میرا روزہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے رات کو نیت نہ کر سکے تو دن چڑھے بھی دوپہر سے پہلے تک نیت ہو سکتی ہے۔ اور نذر معین میں بھی یہی حکم ہے۔ مگر نذر غیر معین اور قضا و کفارہ کے روزہ کے لئے رات سے نیت کرنی ضروری ہے۔

جو شخص رمضان کا روزہ رکھ کر بلا عذر جان بوجھ کر توڑ ڈالے یعنی کھاپی جائے یا جماع کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اتنی توفیق نہ ہو تو ساتھ روزے لگا کر رکھے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو ساتھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے۔ یا اسکی بجائے ہر مسکین کو صدقہ کے برابر انارج دے۔ اسکو کفارہ کہتے ہیں۔

اگر روزہ دا بھول کر کھاپی جائے یا اور کوئی ایسا کام کرے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو یہ بھول چوک معاف ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر اس بھول کر کھاپی جائے ہے یہ سمجھ لے کہ میرا روزہ جاننا ہوا اور پھر کچھ کھاپی ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اس سے کفارہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ صرف قضا لازم آتی ہے۔ اسی طرح اگر کبھی یا غرضہ کرتے وقت حلق سے بلا اختیار پانی اتر جائے تو صرف قضا کا ایک روزہ رکھنا پڑتا ہے۔ تھوکر اور بلغم کے نکل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں دانستہ ایسا کرنا کہ وہ ہے۔ دانتوں کا خون اگر بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو اگر اس کے ساتھ ملا ہوا غالب اس کے برابر یا اس سے کم ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر غالب زیادہ ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ اس طرح دانتوں میں اٹکا ہوا طعام جو حلق سے اتر جائے، اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو

فرض روزے صرف ماہ رمضان کے ہیں۔ خواہ ادا کی صورت میں ہوں، یا قضا کی صورت میں۔ اور رمضان کا روزہ بالادادہ توڑ دینے کی صورت میں کفارہ کے ساتھ روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ وہ بھی فرض ہیں۔

نذر کے روزے واجب ہوتے ہیں۔ خواہ کسی ناس دن کو معین کر کے نذر مانی جائے، یا بلا تعین کسی دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو۔ ان کے باقی تمام روزے مثلاً عاشورہ کا روزہ، عرفہ کا روزہ، رحید الفطر کے بعد چھ روزے اور ایام بیض کے روزے وغیرہ سب نفل ہیں۔ روزہ خواہ کسی قسم کا ہو جب رکھ لیا جائے تو پھر اس کا پورا کر لازم ہو جاتا ہے۔ خواہ نفلی روزہ ہی ہو۔ اس کو رکھ لینے کے بعد بلا عذر توڑنا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رات بھلا احوال کھری یعنی اپنے عملوں کو باطل نہ کرے اور اگر کسی عذر سے توڑنا ہی پڑ جائے تو پھر اسکی قضا واجب ہے عورت کے لئے ماہ رمضان کے روزے کا ادا

کرنا اس صورت میں صحیح رہتا ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ مگر جنابت یعنی نہانے کی حاجت سے پاک ہونا مرد و عورت کسی کے لئے شرط نہیں۔ چنانچہ اگر نہانے بدو فجر ہو جائے تو روزہ میں کوئی قصور نہیں آتا۔ اسی طرح اگر دن کو سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو جائے تو روزہ میں نقصان نہیں آتا۔ دن کو نہانے میں یہ اندیشہ ضرور ہوتا ہے کہ جب غسل میں غرغہ کر لگا، جو غسل جنابت میں ضروری ہے۔ تو حلق سے پانی اتر جانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اور فجر سے پہلے غسل کرنے میں یہ اندیشہ نہیں حیض و نفاس والی عورت رمضان کا روزہ نہ رکھے۔ دوسرے ایام میں قضا کرے۔ اگر بھوک پیاس کی برداشت ہو سکے تو ایسی عورت کے لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ

روزہ ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔ اور ایسی صورتوں میں روزہ ٹوٹنے سے صرف قضاء لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔ خود بخود قی کے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ نے زیادہ ہی ہو۔ لیکن اگر خود کسی رکیب سے قے کی جائے خواہ کم ہو یا زیادہ تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور قضا بھی پڑتی ہے۔ کفارہ نہیں۔

ماہ رمضان میں عشا کے فرضوں اور ترمیم کے مابین میں رکعت نماز پڑھنا سنت مودکہ ہے۔ جس کو تراویح کی نماز کہتے ہیں۔ اس کا مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ چنانچہ اسکی جماعت کے ترک کرنے سے ساری بستی گنہگار ہوتی ہے۔

تراویح کی نماز سے مقصد یہ ہے کہ ماہ رمضان کی ساری رات یا رات کا اکثر حصہ خدا کی عبادت میں گزارے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں بہت بہت نوافل پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے۔ اور اکثر صحابہ نے آپؐ ارٹھا پر عمل کرتے ہوئے ساری ساری رات نوافل میں گزار دی ہے۔ جن کی تعداد سینکڑوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ عشا کی نماز کے بعد کھڑے ہو جاتے تو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ لمبی لمبی رکعتوں میں اس قدر دیر تک قیام فرماتے کہ چند ہی رکعتوں میں فجر ہو جاتی۔

جن کی تعداد اکثر آٹھ رکعت تک پہنچتی تھی۔ اور پھر نہایت جلدی سحری تناول فرماتے تاکہ صبح نہ ہو جائے۔ احادیث میں مروی ہے کہ رات بھر کھڑے رہنے سے آپ کے قدم مبارک مٹم ہو جاتے۔ عن الخیرة قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی توسمت فلما صا فقیل لہ لہ تصنع هذا وقد غفرت لک ما تقدم من ذنبک وما تاخرا قال افلا اکون عبدا شکوئا۔ یعنی مغیروہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل میں اس قدر

قیام فرمایا کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک متروک ہو گئے۔ تو عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر عبادت سیور کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی اگلی پچھلی سب تقصیریں مٹا دی ہو چکی ہیں۔ فرمایا کیا میں ایک شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ (مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ علیہ وسلم تراویح کی نماز اس طریقہ سے کرتے تھے۔ چند روز تک جماعت کے ساتھ بھی پڑھیں۔ مگر چونکہ روز آپ نے صحابہ کے شوق و شوق اور ان کی کثرت اجتماع کو دیکھ کر خیال فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ قی قعائے کو یہ سنت (بتناع پسند آجائے اور اسکی فرضیت کا حکم ناز ہو جائے۔ اور پھر امت ایک اور فرض کا بار آپ پر اس لئے آپ تنہا پڑھنے لگے۔ صحابہ بھی آپ پڑھتے سنتے جن کی رکعت کی تعداد پچاس ساتھ سود و سود وغیرہ مختلف ہو قی تھوہ۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے عہد میں بھی یہی حال رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اتفاق یہ ہوا کہ جماعت تراویح کی سنت پھر زندہ کی گئی۔ کیونکہ وحی منقطع ہونے کی وجہ سے اسکی فرضیت کا احتمال نہ رہا۔ اور پھر رکعت مقرر کی گئیں۔ جس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور چاروں امام مجتہدین بھی ہیں رکعت تراویح باجماعت پڑھتے ہیں +

نماز تراویح کی تاریخ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سنت نمازیں پڑھتے ہوئے چٹائیوں کا ایک لگ جھرو بنالیا۔ رمضان شریف آیا تو آپ اس جھرو سے نکل کر تراویح کی نماز پڑھا تے۔ اس نماز کو شوق و ذوق صحابہ میں اس قدر پیدا ہوا کہ مقتدیوں کی بہت کثرت ہو گئی۔ حتی کہ مسجد میں لوگوں کی گنجائش نہ رہی۔ یمن رات آپ نے اسی طرح تراویح کی نماز پڑھا لی۔ مگر چونکہ بات جھرو سے باہر تشریف نہ لائے۔ اور فرمایا کہ

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کے وقت اکابر صحابہ مثلاً حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت معاذؓ بن جبلؓ وغیرہم موجود تھے۔ کسی نے اس فیصلہ میں ترمیم کی ضرورت نہیں سمجھی۔ سب نے اس پر صاف کہہ دیا۔ بلکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے یہاں تک فرمایا، نوسا اللہ مضجع علیہا کما نوسا مساجدنا۔ یعنی اللہ حضرت شمرؓ کی قبر کو روشن کرے۔ جس طرح انہوں نے تراویح کا اہتمام کر کے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

صحابہ کے بعد چاروں امام یعنی امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جو مجتہد مطلق ہیں۔ اور مذہب حق ان ہی چاروں مذہب میں دائر مانگیا ہے۔ میں تراویح پر متفق ہیں۔ اور چاروں کا اس پر عمل ہے۔

آؤ میں بید الشہد کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَرَأَا أَنزَلَ فِي لَيْلَةِ الْقَدَرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدَرِ سَمَاءُ لَيْلَةُ الْقَدَرِ خَيْرٌ مِّنَ الْفَاسِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ**۔ اس سورہ شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے قرآن کو شب قدر میں اتارا۔ اور تم کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر غیر و برکت میں ہزار صدیوں سے بہتر ہے۔ اس رات فرشتے اور جبریل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں۔ وہ امن و سلامتی کی رات ہے۔ اسکی یہ غیر و برکت فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

اس سورہ میں شب قدر کی چند فضیلتیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ دوسری فضیلت

تمہارا یہ شوق و ذوق دیکھ کر مجھے خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو خداوند تعالیٰ کو تمہاری یہ کیفیت نماز پسند لگے اور وہ اسکی فریفت کا حکم دے۔ پھر تم اس فرض کی ادائیگی میں مستی کرنے لگو۔ اس لئے لوگ اپنے اپنے گھروں میں تراویح کی نماز پڑھنے لگے۔ کوئی میں کوئی چالیس کوئی ساٹھ کوئی سو کوئی اس سے بھی زیادہ رکعتیں پڑھتا۔ مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی آٹھ لمبی رکعتیں ہوتی تھیں جن میں ساری رات گذر جاتی۔ گو یا آپ کی نماز تراویح آٹھ رکعت پوری ہو جانے کی وجہ سے ختم نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ رات کے ختم ہو جانے کے باعث اس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اگر رات اور لمبی ہو جاتی تو نہ معلوم آپ کتنی رکعتیں اور پڑھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی عادت تھی کہ حد میں بھی یہی حال رہا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ آیا تو انہوں نے یہاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی جماعت اس لئے مکتوی فرمائی تھی کہ کہیں یہ فرض نہ ہو جائے۔ اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔ اس وقت وہ اندیشہ نہیں رہا۔ لہذا ان سنت کو دوبارہ زندہ کرنا سب سے بڑا کام تھا۔ مختلف تنہا کی رکعتوں میں تراویح پڑھنا بھی ایک ناقابل وثوق بات ہے۔ اس کی تعداد بھی ترمیم کرنی چاہیے۔ اور پچاس کی تعداد زیادہ ہے۔ اور آٹھ یا نولم ہے۔ اگرچہ یہ تعداد کو سنت پیغمبری سمجھ کر اختیار کر لیا جائے۔ تو پھر اس سنت یہ ہے کہ آپ کی طرح آٹھ ہی رکعت میں ہماری ساری رات گزرنی چاہیے۔ جس سے پاؤں بھی متورم ہو جائیں۔ گرا تھی حرکت اور جو مہلکس میں نہ۔ لہذا آپ نے بین رکعت مقرر کر دی۔ اور فیصلہ کر دیا کہ ہمیشہ یا جزا حرکت پڑھی جائے۔

یہ کہ یہ رات غیر و برکت میں ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے خدا کی راہ میں تلوار اٹھائی۔ اور ایک ہزار مہینے تک وہ جہاد کرتا رہا۔ یہ سن کر آپ کو اس شخص کا عمل نہایت پسند آیا۔ آپ نے آرزو کی کہ میری امت کو بھی ایسے عمل کی توفیق

ملتی تو اچھا تھا۔ اور دعا کی کہ اسی تو نے میری امت کو عین چھوٹی دیں۔ اور عمل کی توفیق کم بخشی۔ اس دعا پر جناب باری نے آپ کی امت کو لیلۃ القدر بخشی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر! تمہارے لئے اور تمہاری امت کے لئے لیلۃ القدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں وہ اسرائیلی بن کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ (تفسیر خازن)

تیسری فضیلت یہ ہے۔ کہ اس رات میں حضرت جبریلؑ اور دیگر فرشتے زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے اترنے کے متعلق یہ روایت آتی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے جو کہا تھا کہ یہ مخلوق دنیا میں فساد و فحشاء کی راہ لے گی۔ خلافت کے لائق نہیں۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا، میں خوب جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے۔ اب فرشتے ہر سال انسان کا حسن انتظام دیکھنے اور اپنی غلط گوئی کا عذر کرنے کے لئے دنیا میں اترتے ہیں اور یہاں آکر نیک بندوں کے لئے سلام و دعا کرتے ہیں۔ بعض اہل کشف اس رات فرشتوں کو دیکھتے بھی ہیں۔ (تفسیر خازن)

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ یہ رات امن و سلامتی کی رات ہے۔ اس رات کی عبادت نہایت اعلیٰ درجہ اور فضیلت رکھتی ہے۔ جو اور کسی رات کو نصیب نہیں ہر شخص کے متعلق بزرگان دین فرماتے ہیں کہ وہ کوئی خاص مہین

رات نہیں۔ بلکہ ہر ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی طاق شب یعنی اکیسویں یا بیسویں یا چالیسویں یا ستائیسویں۔ انیسویں رات ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ بدل کر آتی ہے۔ زیادہ تر ستائیسویں رات ہوتی ہے۔

شب قدر کے اجر و ثواب اور اس کی برکات و فضائل سے فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت جو شرع شریف سے تجویز کی ہے، وہ اعتکاف ہے۔ اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایسی مسجد میں جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔ اعتکاف کی نیت کر کے روزے کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اعتکاف ایک بڑی عبادت ہے۔ جس کو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ مگر رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اس کا بجالانا سنت موعودہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہمیشہ ہر رمضان میں بجالاتے رہے ہیں۔ (جوہر نیر)

اعتکاف بیٹھنے والے پر عورت سے مباشرت کرنا اسکے چھہ نا اور نوسہ لینا حرام ہے۔ وہ پیشاب و پاخانہ یا جھجھکی نماز کے سوا اور کسی ضرورت کے لئے مسجد سے نہیں نکل سکتا۔ وہ اپنے منہ سے اچھے کلمات کے سوا کوئی اور کلمہ نہ نکالے۔ ہر وقت خاموش رہنا بھی مکروہ ہے۔ (قدوسی) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ منقطع۔ اپنے آگے بلند و بلند تر سمجھنا تھا، یا ایک وقت وہ آگیا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے جب مجمع انصار میں اپنی شاہی کی درخواست کی تو بقول علامہ شبلیؒ جواب یوں ملا۔ ہ۔ گردنیں جھک گئے یہ کہتی تھیں کہ (ہو منظور) جس طرف اُس حبشی زادے کی اٹھتی تھی نظر! مثلاً ہر گرام کے یہ وہ مبارک احوال کیفیات ہیں جن کو دیکھ کر ہم اکی اتباع کی توفیق کے لئے دعا دعا کرتے رہے

خیر مقدم رمضان المبارک

(از حضرت جلیل)

یہ روزوں کے دن ہیں کہ رحمت کے دن ہیں
تراویح و تسبیح کا ہے مہینہ !!!
جو دلدادہ صوم ہیں ان کے حق میں
گریزاں ہیں رونے سے جو پست ہمت
عجب حرمت و خیر و برکت کے دن ہیں
عبادت کی راتیں ہیں طاعت کے دن ہیں
خوشی کی ہیں گھڑیاں مسرت کے دن ہیں
انہیں صوم کے دن قیامت کے دن ہیں

زبانوں پہ ہو کر خدا آ رہا ہے !!!

سکونِ قلب کو مزا آ رہا ہے !!!

برکتے ہیں انوارِ باران کی صورت
مہرِ معوم ہے سب مہینوں میں تلباں
دل و دیدہ قریب مہربان و منہ
جماعت میں ہوتے ہیں راتوں کو شامل
صفیں روزہ داروں کی ہیں دیکھنے کی
یہ ظاہر ہے آئینہ حسنِ باطن
یہی ہیں خدا و محمد کے پیارے

یہی دین کے ہیں منور ستارے

مبارک ہو ان کو مبارک مہینہ
وہ معانم ہیں اور ان کو دل سے یقین ہے
اٹھے گا جو محشر میں طوفانِ آفت
کہ روزہ ہے بامِ مقام کا زینہ
توروزہ بچائے گا ہنسکِ سفینہ
وہاں پیاس لگا ہو گا جہنمِ قتل غلبہ

ملافتے گا ساتھی کو اثر سے روزہ

دعا میں ہماری اثر یا خدا دے

ہمیں روزہ رکھنے کے قابل بنادے

صحابہ دلیلِ نبوت ہیں

(اِنْ قُلْمِ جَنَّا مَوْلَانَا مَسِيحُ الزَّمَانِ صَاحِبُ سِلْوَنِي)

وہ محفلِ بصیرت کے کزور ہیں جو پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے حلال میں آپ کے معجزات کو پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کے دعویٰ کی دلیل میں شق القمر، انگشت مبارک سے پانی کا جاری ہو جانا، استن حنّانہ کی گریہ و زاری، ابو جہل کے ہاتھ میں لنگریوں کا کلمہ شہادت پڑھنا اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کو پیش کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہم ان چیزوں کے منکر نہیں۔ لیکن میرے نزدیک دلائلِ نبوت بھی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات بابرکات کی طرح اعلیٰ و ارفع ہونا چاہیے۔ اسی لئے ہم نبوت کی دلیل کی جستجو کرتے ہیں تو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت معاویہؓ اور سارے صحابہ کرام کی ہستیاں ہمارے سامنے دلیلِ نبوت بن کر آجاتی ہیں۔ ایک انسان مشرق سے مغرب تک سارے ممالک کو تاج کر سکتا ہے، تمامی افواجِ عالم کو شکست فاش دے سکتا ہے، دنیا کے بادشاہوں سے خراج وصول کر سکتا ہے، سائنس کی روز افزوں ترقیاں قوموں کے فلسفے بدل سکتی ہیں، فلسفہ جدیدہ کی موثر ٹھنڈوں سے دنیائے فانیل میں لچل پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ پکار جس سے انسان کے دل بدل جائیں، ناسخائے ظلمت نور سے محصور ہو جائیں، معصیت اور گناہگاریاں شرمندہ و محجوب ہو کر دشت و بیابان میں سر ٹکراتی پھریں، توحید کے نعے گاتے جلنے لگیں، ایک بارگی دنیا چومک لکھے اور اپنی غفلت و نادانیاں

پرفریں کرتی ہوئی حق و صداقت کی تلاش و جستجو میں مشغول ہو جائے، یقین مانے وہ پکار صرف اسی کی ہو سکتی ہے جو اللہ کا پیغامبر اور اس کا رسول ہو۔ اللہ نے اپنا یہ کرشمہ قدرت دکھایا۔ سرزمینِ عرب میں آفتاب ایمان و اسلام طلوع ہوا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ اس آفتاب کی فضا باریوں سے ہزار ہا ستارے چمک اٹھے۔ اس آفتاب نے برسوں نورِ اسلام پھیلایا۔ اور جب محبوبِ حقیقی کے دامنِ رحمت میں غروب ہونے لگا، تو دنیا والوں اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے یہ پیغام چھوٹا۔ اصحابی کا الفحوم یا یہما اقتل یتماہتلا یتیم۔ سخت طالع ہیں ان کے جو اس دنیا کی گھٹا ٹوپ اندھیاری میں انہیں چمکتے ہوئے ستاروں کے ذریعہ منزلِ مقصود کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور ناشاد و نامراد ہیں وہ جو نہ آفتاب سے نور حاصل کر سکے۔ اور نہ ان ستاروں کی تابانی سے۔ آج کی صحبت میں ہم دنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان تابان و درخشان ستاروں کو دیکھ کر اس آفتابِ عالمیاب کی نورانیوں کا تماشا کریں۔ جس نے اپنی فداانی کفوں سے دل کی گہرائیوں میں اجالا پھیلایا۔ آپ سمجھے؟ یعنی صحابہ کرام کے حالات مقدس کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو بتائیں کہ درحقیقت یہ ہیں سرورِ کونین کی نبوت و رسالت کی دلیل و حجتِ کامل و برہانِ اتم۔

آج سے پودے پودے پونے چودہ سو سال پہلے کے حالات پر

غور فرمائیے، دنیا کی حالت کس قدر عبرتناک اور کیسی درد
انگیز تھی۔ انسانیت انسان ماحیوانوں کے پیروں سے کچلی
جا چکی تھی۔ شرافت کا گلا مدعیان شرافت اپنے ہاتھوں سے
گھونٹ چکے تھے۔ انسانی مشن اتحاد پارہ پارہ ہو چکا
تھا۔ بے حیائی سے جینا، بے غیرتی عزت، بے حمیتی حمیت
کے نام سے موسوم تھی۔ زبردست زبردستوں پر قیامت
برپا کرتے کہ زمین و آسمان کانپ اٹھتے۔ اور اس پر بھی
مظلوم کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اپنی مظلومیت کے اظہار کے لئے
لب کشائی کرتا۔ حسدات و غیرت کا وجود تو کیا اس کا
تحلیل بھی اہل نیلے لئے وقوع محالات تھے کم نہ تھا۔
صبح سے شام اور شام سے صبح فواحش و منکرات میں
بسر ہو تی۔ اور وہ کونسی برائی تھی جو انہی اپنی مجلسوں
میں، بڑے بڑے گھرانوں میں فخر و مباہلات کے ساتھ
نہ کی جاتی ہو۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے ۵
یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جائے بوقبیلے ابرہہ رحمت!

ابرحمت بڑھا اور نہ صرف بڑھا بلکہ برسا اور ایسا
برسا کہ جل تفل بھر دیئے۔ کٹافیتیں دھل گئیں، معصیت
کی گرد و غبار نابود ہو گئی۔ سرور و عالم جلوہ آرائے بزم
عالم ہوئے۔ اور تعلیم و تربیت کا ایک دفتر کھل گیا۔ وہ
جن کے دلوں پر رنگ بیٹھ چکے تھے آتے گئے اور آئینہ کی طرح
صفائی باطن حاصل کرتے گئے۔ مشیت خاک نے اس معلم
کی حاشیہ نشینی سے وہ چیزیں حاصل کیں کہ قریش
کو بھی رشک آیا۔ اور یہی نہیں کہ کنبہ اور قبیلہ والے سرفراز
ہوئے، بلکہ حبش کے بلالؓ، فارس کے سلمانؓ، روم کے
صییدؓ، ولیم کے فیروز آئے اور ایک نظر کرم میں جگمگا اٹھے
پھر تو دنیا یہ دیکھ کر انگشت بدندان نہ گئی کہ ۵

خیمے کہ ناگردہ قرآن در دست
کی محفل سے جو نکلا وہ مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، مدونی
مدانی، عارف کامل، عاشق رسول، طلبکار رضاء الہی
بنکر عرب کے بدوؤں اور فساق و فجار میں یہ کرامتیں
دیکھ کر لوگ ثنا و صفات رسولؐ میں بکا اٹھے ۵
یہ اسی کا تھا کہ شمع کہ عرب کے رہن
فاش کرنے لگے میریل میں کے اسرار
چشم فلک جو دنیا اور بالخصوص اہل عرب کی حالت
زاد پر خون کے آئینہ۔ وہ یہی تھی اس نے حضرت ابو بکرؓ
کی صدیقیت، حضرت عمرؓ کی جرأت علیٰ حق، حضرت
عثمانؓ کے انفاق فی سبیل اللہ، حضرت علیؓ کی شجاعت
اور دین کے لئے اس کا مظاہرہ، انصار و ہاجرین کی موافقہ
کے منظر دیکھے اور اسے یقین ہو گیا کہ اب خدا کی زمین،
ایک بار پھر امن و سلامتی کے نام سے آشنا ہو گی۔ چنانچہ
رسولؐ کے صحابی جیسے جیسے بڑھتے گئے اور اس زمین میں
پھیلنے لگے رشد و ہدایت کے چشمے ابھرتے گئے۔ اور صفات
و غیرت کی کرنیں پھونکتی گئیں۔ کسے تو قیامت تھی کہ جہاں معمولی
حجت و تکرار پر صدیوں تک لڑائیاں جاری رہتی تھیں، حضرت
عثمانؓ جیسے لوگ علیم و برد بار ہو جاویں گے کہ قوت و طاقت
موجود ہو گی، مسند نشین خلافت ہوں گے، لیکن بد نصیب
سرکشوں اور تیرہ نجات باغیوں کی ایسا سانپوں پر زبان سے
اتما لفظ نہ نکلا۔ اور کا قلع قمع کر دیا جائے۔ انصار و ہاجر
درد دولت پر طعنے دیں گے، اور حکم طلب کریں گے کہ اگر
ارشاد ہو تو ایک بار پھر ہم اپنی تلواروں کے جوہر دکھائیں۔
لیکن علم و بردباری کا حجمہ برابراں عقیدہ تمدن کو ان کے
ارادے سے باز رکھے گا۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسند
نشین خلافت کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، لیکن زبان

اقتحام کے لئے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ یہ وہی عرب میں جن کے پیشرو اہل ملک کی دامن وغیرہ کی جنگ آج تک زرمیت عالم کا اہم باب ہے، جو محض پانی پیئے پلانے پر لڑتے تھے وہ ایسے مسلم و بردبار ہوئے کہ گردن کٹا دی، لیکن زبان سے کسی کو گردن زدنی کا حکم نہ دیا۔

یہ ہیں رسولؐ کے وہ صحابی جن کو ہم رسول کی رسالت اور مرسل من اللہ ہونے کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ جسے معلوم تھا کہ جہاں پہل، متواضع، عزہ، نانکہ، یقوت و نسر کے نام پر لوگ منین مانتے اور مذہب چڑھاتے تھے وہ اللہ کے ایسے پرستار ہوں گے کہ اللہ کی راہ میں

احد و بد کے میدان مال و زر کی نہیں، بلکہ مال و زر سے بہت زیادہ عزیز و محبوب جان کی نذر دیں گے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ عرب جو اپنے معتقدات کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور ہر تنقید پر وجہ نا علیہ اباعونا پکار اٹھتے تھے۔ وہ ان معتقدات باطل کے خلاف مجاہد اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے فدائی و جان نثار ہوں گے کہ عین اس وقت جبکہ رسول کو شہید کر دینے کے لئے سوا نٹھوں کا گرا نقد انعام مقرر ہو گا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاتون میں واد فدا کاری و جان نثاری سے پہلے ہو گئے۔

اور شب ہجرت جبکہ بستر نبویؐ مقتل بننے والا تھا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو اس مقتل کا قلیل بنا کر پیش کر دیں گے۔ اور صرف یہیں تک نہیں، بلکہ جب میدان احد میں کفار اس لئے یورش کریں گے کہ کسی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر کے شمع اسلام کو گل کر دیں تو صحابہؓ سینہ سپر ہو جائیں گے۔ اور آنے والے تیروں کو اپنے سینہ پر دے رہیں گے۔

اور وہ حضرت عمر جو حالت کفر میں اسلام کی روز

افزوں ترقی دیکھ کر غم و غصہ سے ایسے از خود رفتہ ہو گئے تھے کہ انھوں نے سرور کو تین کو شہید کر دینے کی نیت سے تلوار میان سے نکالی تھی۔ وہ ایسے جان نثار و فداکار ہو گئے کہ وفات نبویؐ کی خبر کی تاب نہ لا سکیں گے۔ صحابہ کرام کی یہ خوبیاں یہ عنایت اللہ اور اللہ کے رسول سے پہلے محبت دیکھ کر ہم پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اگر دنیا رسولؐ کی فوت و رسالت کی ساری دلیلوں کو بھلا دے تو صرف یہی ایک دلیل کافی ہے کہ جس نور مجسم نے محبت کے چند لمحوں میں ان بزرگوں کے اندر ایسے صفات کاملہ پیدا کر دیئے ہیں وہ خود کس قدر ارفع و اعلیٰ کیر کٹر کے مالک ہوں گے۔ فیصلہ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

کون انکار کر سکتا ہے کہ اہل عرب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، ایک دوسرے کی عزت کے پیپے شتمے۔ ایثار و اخلاص ان کے لئے بے معنی سے الفاظ تھے۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان میں وہ اخلاص و ایثار پیدا ہو گیا کہ ہمارے صحابی جب بے خانماں ہجرت کر کے، مینہ پہونچے تو مدینہ کے صحابیوں نے یوں استقبال کیا کہ جن کے پاس دو مکان تھے انہوں نے ایک مکان اپنے مہاجر بھائی کو دیدیا۔ جن کے دو باغ تھے انہوں نے ایک باغ اپنے مہاجر بھائی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حتیٰ کہ انصار نے ایثار و غلو میں کی یہ حد کہ دی کہ جن کے پاس دو بیویاں تھیں وہ ایک بیوی کو اس لئے طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے کہ ہمارے بھائی ان کے ساتھ شادی کریں۔ ایک وہ سردہری ظلم آرائی اور ستم آفرینی تھی جس سے زمین و آسمان کانپتے تھے۔ اور ایک جانب یہ غلو و ولایتیت۔ ایک زمانہ وہ تھا، جبکہ اہل عرب اپنے سوامب کو ذلیل و خفیر سمجھتے تھے۔ اور پھر عرب میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مقابلہ میں

شان رسالت

۵۔ ماد کیا جو دو کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
حضرت محمد با علی قدس سرہ الغریہ فرماتے ہیں
کہ میں مدینہ منورہ میں گیا۔ اور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ ایک انورابی
دجھل کے رہنے والا آیا۔ اس نے اونٹ کو بٹھا دیا۔
اور اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ پھر روضہ شریف کی
طرف متوجہ ہوا۔ اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں آکر سلام عرض کیا۔ اور سلام میں ایسے
الفاظ ذکر کئے کہ جس سے دریائے محبت میں عجیب
خلو میں کی لہریں پیدا ہو گئیں۔ ایسی دعا مانگی کہ جس
سے عجز و انکسار کی اصل حقیقت معلوم ہو رہی تھی۔
انہاں بعد عرض کرنے لگا کہ اے مالک دو جہان میرے
والدین آپ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی
کے ذریعہ تمام خصوصیات عنایت فرمائیں، اور ایسی
کتاب نازل فرمائی کہ جس میں اولین اور آخرین کے
علم کو جمع کر دیا۔ اور یہ فرمان خداوندی بالکل حق ہو
کہ گنہگار ان عالم کو اپنی رحمت کے ساتھ تسلی دی ہو۔
ولوا انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤلفا مستغفرین
اللہ واستغفروا لهم المہول لوجلہ واللہ
تو اب اس حیا۔ یعنی جناب رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب وہ ظالم لوگ بہنوں نے اپنی

جانوں پر ظلم کیا ہے، آجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں
اور خود۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش
مانگیں تو یقینی امر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تواب اور رحیم
پائیں گے۔

اس آیت کو تلاوت کر کے اعرابی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا۔ کہ
میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ اور اپنے گناہوں
کا اقرار کرتا ہوں۔ اور آپ کی ذات مبارک کی سفارش
اللہ تعالیٰ کے آگے کرتا ہوں۔ جس کے قبول کرنے کا
اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ پھر اس اعرابی نے روضہ
شریف کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھے۔
یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ
..... اے بہترین آن آدمیوں جو قبروں میں دفن ہیں
طاب من طیبہ من القاع والا کمر
..... صحرا اور ٹیلے آپ کے جو مبارک کی خوشبو معطر ہیں
نفسی الفداء لقبرافت ساکنہ
.... اس قبر میری جان فدا ہے جس میں تشریف فرما ہیں
فیہ العفلف وفیہ الجود والکرم
اس قبر میں سخاوت، کرم اور پاکیزگی کا خزانہ ہے
افت النبی الذی ترجی شفاعتہ
آپ ہی وہ نبی ہیں جسکی شفاعت کی امید ہے
عند الصراط اذا مازلت القدر
پل صراط کے وقت جبکہ قدم پھیلنے لگیں گے

بند نہ ہوئی۔ آخر لوگوں نے کثرت بارش کی پیر شکایت کر دی۔ تو مدیقہ نے فرمایا کہ وہ سوداغ جو کھولی گئی تھی، اس کو بند کر دو۔ چنانچہ بند کرنے پر بارش رک گئی۔

سبحان اللہ! کیا شان رحمتہ للعلیٰ نبی ہے۔

۵ نزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب

منوز نام تو گفتن کہاں ہے ادبیت

الحقیقہ ۳۲۔ مفرے کہا میں نے شراب کو قبر کی اس وجہ سے سمجھا، کہ شراب کی خاصیت ہے کہ غم کو دور کرتی ہے۔ اور اس کے پینے سے بھاتے غم نہ ہونے کے اور غم داخل ہو گیا۔

رجوع، میں نے بکری کی تربیت کیا ہے اس وجہ سے سمجھا کہ چوپائے کی پر بی گوشت کے اوپر ہوتی ہے۔ اور کتے کی اس کے برخلاف۔ اور اس بات سے میں یہ کونے کتے کے گوشت کے مطابق تھا۔

ایاد، میں نے روٹی کو حالتیں کی پکائی ہوئی اس وجہ سے سمجھا کہ توڑتے وقت نرم نہ تھی، حالانکہ جس روٹی کو حالتیں نہیں پکائی، توڑنے کے وقت نرم ہوتی ہے۔ انار، میں نے بادشاہ کو مزاحیہ اس وجہ سے جانا کہ اس نے ہمارے لئے کھانا تیار کر لیا اور ہم ملاؤں کے ساتھ نہیں کھایا۔ میں نے یہ چیز اسکی طبیعت سے سمجھی اس لئے کہ اس کا باپ (یعنی مشہور باپ) اس قسم کا آدمی نہ تھا۔

ان سب کے جواب بادشاہ کو سنائے گئے۔ وہ اور متعجب ہوا۔ پیر سمجھوں کو بلایا۔ اور ان کے معاملہ کا فیصلہ کر دیا۔ اور یہ لوگ لوٹ کر اپنے گھر چلے آئے۔

پروہ اعزائی واپس چلا گیا۔

حضرت عبداللہ عقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے مجھے فرمایا کہ جلدی جا کر اعزائی کو خوشخبری سنا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ (شواہد الحق)

اسکندریہ کی شہنشاہ والی ایک عورت ام فاطمہ بیان کرتی ہے کہ جب میں مدینہ منورہ میں پہنچی۔ تو میرے پاؤں میں ایسے درم ہو گئے کہ ایک قدم چلنا بھی دشوار تھا۔ پس میں نے روضہ شریف پر جا کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا قافلہ چلا گیا ہے۔

اور میں ضعیفہ رہ گئی ہوں۔ یا تو آپ میرے اہل و خیال کو خبر کر دو کہ وہ آکر مجھے آکر لے جائیں۔ یا مجھے وہاں تک پہنچا دو۔ یہی بار بار عرض کر رہی تھی۔ کہ تین عربی جوان آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ کون سا فرمکہ معطلہ کو جائیگا۔

عورت بھل سمجھے لے چلو۔ انہوں نے عورت کو سداہی پر بٹھلا دیا۔ اور کہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں عورت نے پوچھا، کہ کس نے تم کو کہا ہے کہ تم نے میری جیسی ضعیف عورت پر رحم کیا۔ ان عربی نوجوانوں نے کہا کہ ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جلدی اس بیچارہ کو پہنچاؤ۔ کہ بار بار واپس جانے کی درخواست کر رہی ہے۔ (شواہد الحق)

حضرت ابن جوزی تابعی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط سالی پڑ گئی۔ لوگوں نے آکر حضرت عائشہ صدیقہ کے سامنے شکایت کی۔ تو مدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ روضہ شریف کو آسمان کی طرف ایک سو طرح کر دو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بے انتہا بارش برساتی۔ کئی دن تک بارش

فراسٹ کا تاریخی شاہکار!

رازمولانا قاضی عبدالحفیظ صاحب اطہر

راستہ میں مضر نے ایک جگہ گھاس دیکھی۔ اور کہا کہ
اس گھاس کا چرنے والا اونٹ کا تھا۔
ربیعہ نے کہا ”شیر رہتا تھا“
ایاد بولا ”اسکی دم کئی تھی۔“
انمار نے کہا ”اچھلی کہ کرتا تھا“

ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ راستہ میں ایک آدمی
ملا۔ اور ان سے پوچھا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ کیا تم لوگوں
نے اس کو دیکھا ہے؟

مضر نے اس سے پوچھا کا تھا؟ آدمی، ہاں!
ربیعہ شیر رہتا تھا؟ آدمی، ہاں!
ایاد اسکی دم کئی تھی؟ آدمی، ہاں!
انمار چھلانگیں مارتا ہوتا پلتا تھا؟ آدمی، ہاں!
والد، میرے اونٹ کسی بھی سفتیں ہیں۔ تم لوگ بتلاؤ

دروہوں ہے۔ ان سب نے ایک زبان ہو کر اس سے کہا کہ
ہم نے تمہارا اونٹ نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ
اس کی تمام حالت بیان کرتے ہو۔ اور پھر کیسے کہتے ہو کہ
ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ یہ آدمی بھی ان سب کے ساتھ شاہ
نجران کے پاس گیا۔ تاکہ اپنے اونٹ کا معاملہ بادشاہ کے
سامنے پیش کرے۔

چنانچہ جب یہ سب بادشاہ کے پاس پہنچے تو اونٹ
وانے نے بادشاہ سے کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ چھپا یا
ہے۔ اسکی صفت بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے
تمہارا اونٹ نہیں دیکھا۔

تو بل کے دلچسپ واقعہ کو حافظ کلاعی نے
کتاب الاکتفا میں، حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے کتاب
الاذکیاء میں، قاضی ابوالحسن ماروردی نے اپنی کتاب
اعلام النبوة میں اور علامہ میری نے حیاتہ الحيوان
میں نقل کیا ہے۔ یہ قصہ صرف تفریحی افسانہ نہیں، بلکہ
تاریخ عرب کا ایک اہم باب ہے۔ جس سے انسان کے
ابتدائی دور کی فراست اور عقل کی تیزی کا بخوبی اندازہ
ہوتا ہے۔ (قاضی اطہر مبارک پوری خفر لہ)

نزار بن معد بن عدنان کے چار بیٹے تھے سب مضر
۱، ربیعہ - ۲، ایاد - ۳، نزار - ۴، جب نزاری وفات کا
وقت قریب آیا۔ تو اس نے اپنے چاروں لڑکوں کو بنا کر
وصیت کی۔ اور اپنی وراثت ان سے ہر ایک کے لئے
اس طرح معین کی کہ

شیرے چائے لڑکو! یہ سرخ جتے اور اس قسم کے
جو میرے سامان ہیں وہ مضر کے لئے ہیں۔ اور یہ کالا خیمہ
اور اس کے مثل ربیعہ کے لئے ہے۔ اور یہ خادمہ وغیرہ
ایاد کے لئے ہے۔ اور یہ روپیہ کی تحصیل اور دربار وغیرہ
انمار کے لئے ہے۔ اگر اس میں، تمہارے درمیان کسی قسم
کا جھگڑا ہو تو نجران کے بادشاہ افہم، برہمی کے پاس
جا کر معاملہ طے کر لینا“

چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد یہ لڑکے آپس
میں میراث کے بارے میں لڑ پڑے۔ اور باپ کی وصیت
کے بموجب فیصلہ کے لئے شاہ نجران کے پاس چلے

اگر اس کی ترکیب کتیا کے دودھ سے نہ ہوئی ہوتی۔
ایاد، آج ایسی روٹی میں نے نہیں دیکھی۔ اگر اسکی
گوندھنے والی حائفہ نہ ہوتی۔

انمار، آج ایسا سخی آدمی میں نے نہیں دیکھا اگر وہ
ترامی نہ ہوتا۔

ادھر بادشاہ نے ایک جاسوس کو ان کی باتیں
سننے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ اس نے تمام باتیں بادشاہ
کو جا کر سنائیں۔ بادشاہ نے اپنے شراب خانے کو بلوایا
اور کہا کہ کیا قلعہ ہے؟ وہ شراب تم لاتے تھے وہ کیسی
تھی۔ اُس نے کہا کہ آپ باپ کی قبر پر لگائے ہوئے
انگور کی تھی۔ ہمارے پاس اس سے بہتر شراب نہ تھی۔
پھر چوسے کو بلوایا اور اس سے بکری کے متعلق
جس کا گوشت تھا پوچھا۔ اس نے کہا کہ اس بکری کی
ماں بچپن ہی میں مر گئی تھی۔ اس کو میں نے کتیا کا دودھ
پلا کر پالا۔ میرے پاس اس سے فرہ بکری نہیں تھی۔
پھر آگوندھنے والی کو بلا کر دریافت کیا۔ اس نے
کہا کہ میں حائفہ تھی۔

پھر اس نے اپنی ماں سے اپنے باپ کے متعلق
دریافت کیا۔ ماں نے کہا کہ جس باپ کی طرف تمہاری
نسبت ہے وہ ایسا بادشاہ تھا جس کی اولاد نہ تھی۔
میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ سلطنت اس کے گھر سے
نکل جائے۔ چنانچہ ایک آدمی کو جو کہ اس کے پاس آیا
تھا، میں نے اپنے اوپر قابض کر دیا۔ اور وہی تمہارا
باپ ہے۔

بادشاہ سارا واقعہ سمجھ کر اپنے نزاری جانوں
پر بہت متعجب ہوا۔ اور ایک آدمی کو اس نے ان کے
پاس بھیجا کہ دریافت کرے کہ کس طرح انکو یہ علم ہوا۔

بادشاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ باوجود
اونٹ نہ دیکھنے کے اس کی تمام صفت کس طرح بیان
کرتے ہو؟

مضر، میں نے دیکھا کہ گھاس ایک طرف کی چری
تھی۔ اور دوسری طرف نہیں چری تھی۔ اس سے میں نے
معلوم کیا کہ یہ اونٹ کا ناتھا۔

ربیعہ، میں نے اس کے قدم کے نشانات کو
دیکھا، ایک قدم کا نشان ثابت اور دوسرے قدم کا نشان
ہگڑا تھا۔ اس سے میں نے معلوم کیا کہ وہ اونٹ نہایت
شریر تھا۔ اور اس کے چلنے میں کبھی تھکی۔

ایاد، میں نے اس کی مینگنی اکٹھی دیکھی تھی۔
اس سے معلوم ہوا کہ اس کی دم کٹی تھی۔ اگر دم ہوتی تو
وہ ان کو دم سے منتشر کر دیتا۔

انمار، میں نے دیکھا کہ نہایت سرسبز گھاس کو
چرا اور پھر اس کو بھوڑ کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس سے
معلوم ہوا کہ اچھلتا کوتا کھاتا ہوتا چلا جا رہا تھا۔

جب بادشاہ نے ان سب کے جوابات سنے
تو اونٹ خانے سے کہا کہ یہ لوگ تیرے اونٹ کے چور
نہیں۔ جاؤ اپنا اونٹ دوسری جگہ تلاش کرو۔

پیر بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟
انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بنووار ہیں۔ بادشاہ نے
ان کی خاطر داری کے جھلے سناتے ہوئے اپنے بیان ٹھہرایا
ان کے لئے کھانا اور شراب عرب کے رسم و رواج کے
مطابق بادشاہ نے بھیجوا یا۔ جب کھاپی کی فارغ ہوئے تو
مضر نے کہا، آج کی شراب بہترین شراب تھی۔ اگر
قبر کی نہ ہوتی۔

ربیعہ، آج جیسا بہترین گوشت میں نے نہ دیکھا

آخری السام

درونا ابو الخوار محمد امین صاحب کوٹلی جھنگوی خطیب جامع مسجد کوٹ شاکر

سہ تھو ضرورت جسکی دنیا کو یہ وہ الہام ہے
اس کے احکام قرآنی میں پھر کی تکسیر
اس کے ہوتے اب کسی الہام کی مثالیں
ہے یہ دنیا کیلئے خلائق کا فرمان اخیر
ہو گئے نسخہ لیکن سب سوا قرآن کے

اس میں بھی تھی سنتہ الہیہ ربہ قدیر

عرب لوگ اپنی فصاحت بلاغت کے سامنے

تمام دنیا کو گنگا تصور کرتے تھے۔ ان کو اپنی حاضر جوابی
ذہن آوری، فصاحت بلاغت پر اتنا ناز تھا کہ انہوں نے
تمام دنیا کو بھی قرار دے دیا تھا۔ جب یہ آخری الہام صحیفہ
قدس اس رحمت عالم، شفیع کل اس وجہ پر نازل
ہونا شروع ہوا، تو کفار کہنے لگے کہ کما کہ مجھ صاحب یہ
کلام اپنی طرف سے بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتا
ہے۔ یعنی مفتری علی اللہ ہے۔

کفار کہہ کر اس کا جواب اللہ تعالیٰ یوں چینیے ہیں کہ
ام یقولون افتراء۔ قل فالتوا بعشر سور مثله
وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان
کنتم صمد قین۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا
انما انزل بعلم اللہ۔ (ہود) وادعوا من استطعتم
من دون اللہ پر کفار کہتے ہیں یہ جہیں ہوتے۔ انکی
اس جہیں یہ جہیں کہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر
یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ وان کنتم فی ساریب
مما نزلنا علی عبدنا فالتوا بسورۃ من

مثله وادعوا شهداءکم من دون اللہ ان
کنتم صمد قین۔ (بقرہ) فرمایا تماری طاقت
بھی نہیں کہ اسکی مثل ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ
بھی بنا سکو۔ اگرچہ تمہارے خرعومہ خدا تمام مل کر زور ہی
کیوں نہ لگائیں۔ پھر فان لم تفعلوا ولین تفعلوا
فالتوا الناس السرائر التي وقودها الناس والحجارة۔

(البقرہ) عرب لوگ جو تمام دنیا کو بزعم خود بھی تصور
کرتے تھے، اس تھدی در تھدی پر بہت ہی متفکر
متعجب، سرگردان، حیران دیگر الفاظ یادم ہوئے۔

زرداروں نے، امیروں نے، دولت مندوں نے پیش
میں آکر اپنی دنیا کا اکثر حصہ اس چیلنج اتھی کے جواب میں
خرچ کیا۔ خطیبوں، شاعروں، زبان آوروں نے اپنی
فصاحت بلاغت کی تمام پونجی اس میدان مقابلہ میں
صرف کر دی۔ لیکن اس آخری الہام نے مقابلہ اس
پیغام خداوندی کے جواب میں ایک بھی نہ بن سکی۔

کعبہ کرمہ میں سب سے معلقہ کی فصاحت و بلاغت کو
دیکھ کر سات سال سجدہ کرنے والی قوم سورۃ کوڑے
نیچے یہ الفاظ کہنے پر مجبور ہوئی کہ ما هذا کلام
الغیر۔ بل کلام جلیل الاکبر۔

باری تعالیٰ تمام جن و انس کو مخاطب ہو کر یوں
ارشاد فرماتے ہیں ہر قل لئن اجتمعت الانس و
الجن علی ان یاتوا بمثل هذا القمآن لایاتون
مثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا۔ (نبی ابرار)

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔
ان صدیوں کے فہمن کئی سال، مہینے، ہفتے گزر رہے ہیں۔
لیکن اب تک اس سینیج الٹی کا جواب پچھلی دنیا والوں سے
بھی نہ بن آیا۔ سبحانک ما اعظم شانک۔ یہ روپ کی سرزمین
پر بہت سے عربی دان، فلاسفر، سائنسدان گزر چکے ہیں
لیکن اس بھری محفل میں سے اب تک کوئی ایسا نہ نکلا۔

جس نے اس کا جواب دینے کا قصد کیا ہو۔ اس موت
سردی کے سامنے اس زمانہ کے امر و القیس جیسے
آتش بیان خطیب گذر گئے اور دم نہ مار سکے۔ اس زمانہ
کے شاعروں، خطیبوں، زبان آوروں کی زبانیں خود
ٹلک ہو گئیں، جو دنیا کو گونگا تصور فرماتے تھے۔ بھلا
تمہاری ہماری یہاں کیا مجال ہے۔ دیگر انبیاء کی نسبت
حضور فداء ابی وامی کو لاتعد معجزات عطا کئے گئے جنہوں
کے معجزات کا اگر احصاء مقصود ہو تو بعض محققین کے
نزدیک آٹھ ہزار معجزہ حضور والا شان کو عطا فرمایا گیا۔
واللہ اعلم بالصواب۔ ان سب معجزات میں سب سے زیادہ
ارفع و اعلیٰ درجہ پر نسبت دیگر قرآن مجید فرقان حمید
ہی ہے۔ بخاری شریف میں یوں ارشاد ہوتا ہے :
ما من الانبياء عبي الا اعطى من الايات ما
مثله من علي البشر وانما كان الذي
اوتيت وحيا واحالا الله . یعنی جنے انبیاء گذرے
ان میں سے ہر نبی کو اتنے معجزات ملے، جن کو دیکھ کر
لوگ ایمان لائے۔ لیکن جو معجزہ مجھے دیا گیا وہ وحی ہے
جسکو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا، تمام معجزات میں سے
حضورؐ نے بطور امتیاز مہما و حالا اللہ کو فرمایا۔ جو کہ
قرآن مجید فرقان حمید ہے۔

مسیح مسلم میں یوں مرقوم ہے۔ ایک دفعہ کہ

کے سینٹ ہاں میں ابوس۔ اس کے ساتھ قریش
جمع ہو کر یہ مشورہ کرنے لگے کہ محمد صاحب کی تحریک و فتنہ روز
بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کسی لیے آدمی کی جستجو
کرنی چاہئے جو سحر و کمانت اور شرت اچھی
طرح واقف ہو۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ محمدؐ
کا کلام کیا ہے۔ قدرت بھی یوں اپنی شان کا مظاہر
کراتی ہے۔ ابو جہل، مغیرہ، عقبہ، عامر ۱۳ سال
کلام الہی سنتے ہیں۔ اطلاع کی بجائے حضور کو
شعب ابی طالب میں ۲ سال محصور و مقید کرتے
ہیں۔ بحالت سجدہ اونٹ کی اوچھری اوپر ڈالتے
ہیں۔ ہجرت پر مجبور کرتے ہیں۔ ورقہ ایک دفعہ
کلام الہی سنکر ناموس اکبر کو پہچان جاتا ہے۔ کفار کہ
۵۴ سال حضور کا چہرہ نہ پہچان سکے۔ ابن سلام
اول بار مدینہ میں نووارد مہمان کے چہرہ کو پہچان کر
کہتا ہے ۵ گھنٹہ اندازیس وجہ کا ذنب ۵
کفار ہر روز وحی اترتی دیکھ کر ایمان نہیں لاتے۔
سجاشی حضرت جعفر صادق کی زبان سے سورۃ مریم
کی چند آیات سنکر ایمان کی دولت سے سرفراز ہوتا
ہے۔ کفار کہ کے گھر دولت خداوند ہی برس رہی ہے۔
لیکن یہ ٹھکانے ہیں، مدینہ کا قافلہ اتفاقی طور بیان
پہنچتا ہے اور اس دولت کو گھر لے جاتا ہے۔ طائف
و لے مٹی منقول کر رہے ہیں، نجران والے حضور کا
چہرہ مبارک دیکھ کر صلح کی طرف تادم بڑھا رہے ہیں۔
حجاز والے نیز وغیرہ جواب دے رہے ہیں، بین
والے دانت پٹھا رکھے ہیں ۵
ابن سعد بروز باز و نیست ۵ نانہ بخشہ خدایے بخشنده

این سعادتمند باز و نیست که آینه بخشند خدای بخشنده

(باقی آئندہ)

خطبہ صدارت پاکستان مسٹری کانفرنس

(مولانا محمد اکرم منجانب سے خطاب) (مجلس سروس سار، پاکستان)

کا مقام ہے۔ ہمارے سلف صالحین اگر یہ علمی تحقیقات کے حساب کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ کی خدمت میں حتی الامکان کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، لیکن تاہیجی حقیقت کے گزشتہ صدیوں میں ان اہم مباحث کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔

تاریخ قرآن سے میرا مشاہدہ ہے کہ اس کلام مقدس کی آیات اور سور کے ازمہ و اکثہ قول کے تعین کی سعی کی جائے۔ اس کے چیلے بھی اس بحث کے متعلق بعض صاحبان علم نے مواد فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ان کوششوں کا حاصل صرف چند انفرادی اور متخالف آراء کی فراہمی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

لہذا ان کتابوں کی مدد سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا ہماری لئے بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔ حالانکہ اسلام کے تمام ادا و اہم و اہم نیز سیاسی اور اخلاقی تعلیمات کو سمجھنے کیلئے قرآن حکیم کے ترتیب نزول کا تعین اشد ضروری ہے۔ اس لئے کہ:

۱) قرآن مسلمانوں کی حیات ملی کا ایک مکمل نظام ہے۔ تین سال کی طویل مدت میں ضرورت اور حالات کے مطابق اس کا ایک ایک حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ اور امت کی صلاحیت نیز صلاحت کی بنا پر اس میں تبدیلی آتی رہتی رہا۔ اوقات نزول کے تعین سے ہمیں پتہ چلے گا کہ اس وقت امت کی مذہبی، اخلاقی، سماجی اور معاشرت حالت کتنا تھی، اور ہمارے کریم و حکیم رب نے ایک بڑی ہوشی قوم کی تربیت و اصلاح کے لئے کن کن تعمیراتی علاج کی دیا، اسے اسے منازل ارتقاء کی طرف لیجا کر دیا۔ اس سے غافل نہ ہونے کا نقصان یہ ہوگا کہ اللہ کے بندے اپنے مالک کی عطا

مروجہ علامہ سید سلیمان ندوی نے پچھلے اجلاس کے صدارتی خطبے میں بادشاہوں کے بجائے ملت کی تاریخ کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا چاہا تھا۔ مروجہ کا یہ ارشاد بالکل صحیح تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے، ہمارے گزشتہ ایک ہزار سال کی تصنیفات میں تاریخ ملت کا پتہ بہت کم ملتا ہے۔ اور جو درس عبرت مطالعہ تاریخ کا مرصدا ولین ہے۔ وہ اسکی وجہ سے اکثر فوت ہو جاتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ملت اور مذہب کی تاریخیں حقیقتاً ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان ماہہ الاشتراک مباحث کی کسی نہیں۔ لیکن ماہہ الافتراز مباحث ان میں نسبتاً بہت زیادہ ہیں۔ نیز موضوع کے لحاظ سے اصل بحث بھی وہی ہے۔ غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس اعتبار سے حقیقتاً ہی کی وجہ سے تاریخ اسلام کیلئے ایک علیحدہ شعبہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

تاریخ اسلام کی ابتداء اسلام کی نمودی حرکت غار حرا کی مدت ہادی سے شروع ہوتی ہے اور جو صدیوں میں خود خالق کائنات الہیہ ماکملات لکھ دینے کے لئے ہماری عینک نمہتی و سرضیعت لکھ دینے کے لئے اسلام دینا ط کی ادبی بنیاد سے امت محمدی کو نوازا ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اس عہد مبارک کے تمام حالات اور واقعات کے بالاستنباط مطالعہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس سلسلہ میں اہمیت کی خاطر سب سے پہلے قرآن حکیم کے نثر مطالعہ کا سوال سامنے آئے گا۔ کیونکہ مذہب اسلام کی تمام بنیادوں کا اصلی اور ابدی منبع ہی کلام الہی ہے۔ اس سے متصلاً بعد ہی احادیث، رسول اللہ

غلط ثابت کر دیا جا۔ دوسری طرف ہمارے مفسرین کی جماعت،
جہنوں اسرائیلیات کے عامۃ اشیع اور یہودیوں کے معروف
افسانوں کو بلا تحقیق و تنقید تفسیر میں داخل کر دیا کہیں کہیں
توانوں کے یہودیوں کے بیانات کو صحیح مان کر انکی صحت کے اثبات
میں خود آیات قرآنی کی تاویل کو بھی ضروری سمجھا ہے۔ ان دو طرفہ
مشکلات سے نجات حاصل کر نیکا واحد درجہ ہی ہے کہ محقق

اور اہل حضرات میدان عمل میں آئیں۔ اور ایک طرف بے بنیاد
قہرے کہا جیوں قرآن پاک کی تفسیر کو منسوخ کریں۔ اور دوسری
جانب کتب و روایات اہل کتاب کا کاما شیخی مطالعہ کر کے قرآنی
روایات اور دعاوی کی حقانیت تاریخی حیثیت ثابت کر دکھائیں
تاریخ اشاعت اسلام

تاریخ اسلام کا اہم ترین عملی جزو اسکی اشاعت اور تبلیغی
تاریخ ہے۔ اسلام حجاز سے نکلا۔ اور چھ صدیوں کے اندر پورے
تقریباً تمام افاق عالم پر چھا گیا۔ اسکی منظم تاریخ زیادہ تر مغربی
مہنفین کی کوششوں سے ایک حد تک فراہم بھی ہو چکی ہے۔
لیکن مغربی نفسیاتی رجحانات کے زیر اثر ان تالیف کا بیشتر حصہ
ایک خاص مقصد کے لئے مرتب ہوا ہے۔

اشاعت اسلام کی تاریخ فی الحقیقت تاریخ اسلام کا ایک اہم جزو ہے۔
اشاعت اسلام کے لئے مختلف زمانوں میں مختلف اسباب و علل
پیدا ہوئے گئے۔ انواع و اقسام کے ذرائع وجود میں آئے۔ اللہ
کے باہمت بندوں نے اس میدان میں نظیر غدات انجام
دیں مسلم فاتحین کی فاتحانہ جدوجہد نے بھی بالواسطہ کچھ
کچھ اسکی مساعادت کی۔ اور اس طرح مختلف ملکوں میں اس زمین
پر حق کی اشاعت ہوئی رہی۔ لیکن افسوس ہے کہ ان میں
اکثر مقامات کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق صحیح اور ضروری
معلومات کا ذخیرہ اب تک ہمارے پاس فراہم ہو سکا ہو رہا
مورخوں اور جغرافیہ نویسوں کی مساعی جمیلہ کو الگ کر کے بعد

کی ہوتی دفعہ معلوم اور رعایتوں کو محروم ہو جائیں گے اور
انکی اصلاح عملاً ناممکن ہو جائیگی۔ عالم اسلامی کے موجودہ مجاہد
حیات کے دو میں خداوند کریم کی اس شان و بوبیت کی طرف
متوجہ ہونیکل اشد ضرورت ہے۔

(۲) قرآن مجید کی پانچ سو آیتوں کو چھارے متقدمین نے منسوخ
قرار دے رکھا تھا۔ اکثر فقہی اور تفسیری مباحث میں اب بھی
علی العدم ناسخ و منسوخ کے دعاوی پیش کئے جاتے ہیں
ہر شخص جانتا ہے کہ ناسخ حکم کا منسوخ حکم سے پہلے صادر
ہونا ضروری ہے۔ لیکن جینگ مختلف سورتوں کے نزول کی
تاریخ متعین نہ ہو اسوقت تک کسی سورتہ کی کسی آیت کو منسوخ
قرار دینا درست نہ ہو سکے گا۔ اسلئے سورتوں کی ترتیب نزول کو

دریافت کرنا ضروری ہے۔ دوسری طرف منکرین نسخ
کے لئے بھی ہمدلال کیوقت اس تعین کی ضرورت پیش
آتی ہے۔ چنانچہ قائلین و منکرین نسخ سے مباحثہ کی ضرورت
میں ایسی مثالیں اکثر ملتی ہیں۔ جہاں صرف دعویٰ نسخ کو
برقرار رکھنے کیلئے بعد کی نازل شدہ سورتہ کی بعض آیت کو قبل
نازل شدہ بتایا جاتا ہے۔

اہل کتاب کی مذہبی اور قومی روایات

قرآن حکیم میں اہل کتاب کی قومی روایات اور ان کے
مذہبی احکام کا ذکر بھی بہت مقامات میں صراحتہ یا اشارتہ
کیا گیا ہے۔ قرآن کے چند مقامات پر ایسے دعاوی بھی
مذکور ہیں جن کا حلق بلواسطہ یا بالواسطہ اہل کتاب کی
مقدس کتب یا قومی تاریخ کے ساتھ ہے۔ ان مباحثہ کے
متعلق طالب تحقیق کو دو گونہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
ایک طرف مستشرقین یورپ کی ایک خاص اہتمام کیا تھا اس کے
سر پہ ہے کہ جس طرح بھی ہوان دعاوی کہ تاریخی حیثیت سے

مالک سے تھے۔ اور معاندہ یہی استبداد اور توہم پرستی میں بھی وہ ساری دنیا پر سبقت لے جا چکے تھے۔ دوسری جانب، اسی ملک میں ایک زیر نگین، ایک مفتوح قوم بھی بتوں، تصویروں کے مظالم کے جن کے دل و دماغ کے تمام شرفیانہ احساسات کو بالکل مسخ کر دیا تھا۔ اور دنیا کے تمام باطل عقائد، توہم پرستی اور جاہلانہ رسوم کا ایک مرکب غیر منفیدانہ مذہب بن چکا تھا۔ اور اسی مجموعہ جہالت کو ان سب کے ہندو مت کے نام سے مشہور کر رکھا تھا۔ اس حالت میں اور ایسے ماحول کے اندر اسلام ہندوستان میں آیا۔ یہاں بسا اور پھلا پھولا۔ اب تاریخ اسلام کے ایک متعلم کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہندوستان کے مذاہب پر فاتحین کا مذہبی حیثیت کیا اثر پڑا۔ اور خود مسلمان اس کے سقدہ متاثر ہوئے۔ ان سوالات کا جواب دینے کیلئے ہمیں گیتا، اپنیشتر، ویانت، ورشن، منتر اشتر، پوتنش اور منو شاستر وغیرہ کی سمیٹوں کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔

ہنگال میں اسلام کی اشاعت

اسلام کی اشاعت جس طرح سابق ہندوستان کے مختلف حصوں میں شروع ہوئی اور جس طرح ان طاقتوں میں اس کو مختلف موافق و مخالف حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنگال کی حالت اصرافاً اس سے جدا تھی۔ اسلام سے پہلے بھی اہل عرب کا سلسلہ آمد و رفت ہنگال کے ساحلی علاقوں پر تجارت کی غرض سے جاری تھا۔ جب کہ وہ غاروں پر نور ہدایت جملہ گزرتا۔ اور اس نے صحرائے عرب کے مکینوں کو سب سے پہلے اپنی فعیل پاشیوں منور کی تو انکی وساطت سے ہنگال کا دور افتادہ مقام بھی اکتساب انوار سے محروم نہ رہا۔

ان عرب مسلمان تاجروں ہی نے بیان تجارت کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کے فرائض بھی انجام دیئے۔ یہاں بھی اسلام کو دشوار گزار انڈیب و فراز سے گزر کر اپنا راستہ بنانا پڑا۔ ماحول کے تاثر و تاثیر کے انواع و اقسام تقریباً ہر جگہ کیساں ہی ہے۔ نیز اس غیر و شر کے اصلی ذرائع اور سرچشمے بھی متحد النوع کئے۔ پھر اصلاح و

عجم کا حصہ اس کام میں بہت کم رہ جاتا ہے۔ آسما، برا، انڈونیشیا، چین، سیلون اور ملایا وغیرہ مشرقی ایشیا کی تاریخ اشاعت اسلام عملاً اب تک پردہ اخفاء میں ہے۔ خود اپنے ملک ہی کو لیجئے، ہم مسلمانان ہند قدیم کو اپنے تاریخی ذخیروں پر ناز ہے۔ اور ایک اعتبار سے یہ ناز بے جا بھی نہیں ہے۔ مگر اس ذخیرہ میں آپ کو چند ضمنی اشاروں کے سوا نامہ سنی کی تاریخ ملے گی، اور نہ مذہب کی۔ محمد بن قاسم کا سندھ پر تسلط، غزنوی اور غوری خاندانوں کی فتوحات ترک، غرامان کے حملے اور مغلوں کی حکومتوں کا حال تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ لیکن اشاعت اسلام کے تعلق تحقیق طلب ضروری مباحث کے مواد ہمیں ان تاریخوں سے بہت کم فراہم ہو سکتے ہیں۔ ان تاریخوں سے ہمیں اس کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ اہل عرب نے عجم کے سامنے اسلام کو کس روپ میں پیش کیا۔ اور انکی تبلیغ کی خاص اور ممتاز کیفیت کیا تھی۔ پھر شیطانوں اور ان کے مابعد فاتحین و مبلغین نے جس رنگ میں اسلام کو پیش کیا تھا، اس میں خاص طور پر قابل ذکر اچھی یا بری خف و حیثیت کیا کیا تھیں۔ اس طرح ایرانیوں، تہکان اور تاتاری فاتحین اور ان کے رفقاء کار کے مذہبی تخیلات اور ثقافتی، وایات کے خاص اثرات اس ملک کے مسلمانوں پر کیسے پڑے۔ میر خیال میں انہی مسائل کی تابش اور ان کا تدارک یہی اسلامی تاریخ کی تحقیق و تفتیش کا اصل مقصد ہے۔ مگر ہماری موجودہ تاریخوں سے ان چیزوں کا سراغ اگانا مشکل ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ یہ ملک اس زمانہ میں ایک طرف تو ایسی قوم کا مسکن بن چکا تھا جو ایک منظم مذہب اور مذہبی قوانین کی حامل تھی۔ ان کا فلسفہ بھی اس دور کے لحاظ سے کمال کو پہنچ چکا تھا۔ ایک قابل فخر ادبی ذخیرے کے وہ

تجدیدی جدوجہد و ستر اقطاع عالم میں جس پر پورے
ممالک وسائل و ذرائع کے طفیل سے شروع ہوئی۔ بعینہ وہی
وسائل و ذرائع ہادیان اور مصلحین بنگال کے لئے بھی تسخیر
راہ بنائے۔ رحمت الہی کا جو سرچشمہ نام نہاد دین الہی کے
الحاد و زندہ قہر سے معمور دور میں سرسبز سے بھوٹ نکلا اس
بنگال کو بھی کما حقہ سیراب کیا۔ اور وہاں شرافت والی
کے فیوض و برکات سے بھی بنگال و ستر اقطاع و احصاء
ہند کی طرح ہمیشہ فیض یاب ہوتا رہا۔ اکثر لوگوں کو معلوم نہیں
ہے کہ بادشاہ اکبر نے تبلیغ الحاد اور توہین دین الہی کیلئے طرف
شرق کو خاص طور پر منتخب کیا تھا۔ پناغیہ اعظم خان گورنر
بنگال کو بارگاہِ ظن الہی سے ۷۱ بارہ میں خاص طور پر پابست
بھی ہوئی تھی۔ درباری علماء اور علماء کی جماعت بھی کار پر دانا
حکومت کے ساتھ ہمارے بنگال کی طرف بھیجی گئی تھی جو وہاں
کے مسلمانوں کو یہ پیغام مانتی تھی۔

تکو مد شکر کہ نیر البشر سے پیدا شد

یک بنی رفت پس او دیگرے پیدا شد

اس تبلیغ الحاد کا اثر ایک خاص طبقہ پر اس قدر سخت ہوا
کہ ہمارے ایک طبیب طباطبائی سید صاحب زوال دین آوی پران
الفاظ میں قائم کرتے ہیں:

ہ مذہب کے آسائش غیر شنائی خلق دار بود تا بعد

جہانگیری رواج داشت۔ بازار احمد شاہ پیران تعصب شروع
شدہ در عهد عالمگیر شدت پذیرفت۔

ہندوستان کے دو سر صوبوں کی وجہ بنگال نے بھی
اس سیلابِ دینی کا جیسے سبر و استقلال کیسا نہ مقابلہ کیا۔ اور
جہاں تک میں سمجھتا ہوں بنگال کا صحیح اسلامی مجاہدہ فی
الحقیقت اس مقابلہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدین
اسلام کو ایک حادثہ کامیابی تو ہوئی، لیکن شدید مزاحمت کے

بعد، کیونکہ اس وقت خود مسیحائیں جان ہو رہے تھے۔

آتش زد و دست خویش در خرمن خویش

چوں خود زده ام چه نالم از دشمن خویش

کس دشمن من نیست ہمن دشمن خویش

اے والے من و دردت صبح و دامن خویش

اس مجاہدہ حیات کی ایک مستقل تاریخ ہے۔ اور ہماری

بے اعتدالیوں کی وجہ سے اسکی باقاعدہ ترتیب دینا آج تک

ممکن نہیں ہو سکی ہے۔ لیکن مسلم بنگال کے ادبی ذہنوں اور

قومی روایتوں میں اس کے کافی مواد اب بھی موجود ہیں۔

سرکاری قدیم کاغذات سے بھی اس سلسلہ میں معلومات فراہم

کی جا سکتی ہیں۔

یہ مجاہدین، بنگال کے مختلف گوشے سے جوت ورجون

میرزی سابق بستی حکیم پور میں جمع ہوتے تھے۔ اور وہاں سے رجز

اشعار پڑھتے ہوئے راج محل اور بھگل پور کی راہ سے عظیم آباد

اور پھر وہاں سے سرحد روانہ ہو جاتے تھے۔ جانی قربانیوں

کے علاوہ لاکھوں روپے کی مالی امداد کا سلسلہ بھی بنگال سے

سرحان تک براہِ جاری رہا۔ اور معرکہ بالاکوٹ کے بعد فیض

یافتگان سلسلہ احمدیہ کے طفیل جہاد بالانفس اور عند الفرو

جہاد بالیاف کے میدان میں یہ دور افتادہ نقطہ اور حصہ ہند

سے پیچھے نہیں رہا۔ حضرات اکبر کی باتیں بہت ہیں

در بندگان مباش کہ مضمون نہ ماندہ است

صد سال می توں سخن از زلف یار گفت

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم باتوں کو جھوٹے

ضررہ دہی کاموں کی طرف رجوع کر سکیں۔ جہاد ہی تخلصانہ

خدمت کے طفیل جہاد مذہب و ملت کی صحیح تاریخ قوم کے

سامنے آئے۔ اور ہمیں اس سے درس عبرت حاصل کرنے کا

موقع مل سکے + (دو اے و نعت)

بچوں کا صفحہ

تاریخ و عبر

(مولانا محمد عظیم صاحب بدایاں)

موصوف کی طرف محمّد و شہنشاہوں سے دیکھنے لگے۔ امام ربیعہ نے فرمایا بڑے میاں کہاں جاتے ہیں؟ یہ مگر تو میرا ہے۔ فروغ نے کہا کہ تم کیوں جاتے ہو یہ تو میرا گھر ہے۔ میرا نام فروغ ہے۔ اوروں ایک ہم ہو گیا تھا۔ اب ستائیس برس کے بعد لوٹا ہوں۔ امد سے ربیعہ کی والدہ نے نام نہ کر پچان لیا اور کہا کہ دونوں اندر چلے آؤ۔ ربیعہ سے کہا یہ تمہارے والد ہیں۔ یہ سنتے ہی باپ بیٹا ملے مگر نوب روئے۔ جب اچھی طرح دلی بھراس نکل چکی تو اطمینان سے بیٹھے۔

باتوں باتوں میں اشرافیوں کا ذکر آ گیا کہ وہ تیس ہزار اشرافیاں کہاں ہیں۔ زیرک بیوی نے جواب دیا۔ گھبرائے نہیں۔ محفہ ظاہر تھی ہیں۔

اس گفتگو کے بعد امام ربیعہ درس دینے کیلئے مسجد نبوی میں چلے گئے۔ اور شاہان علم کا انکے گھر ہجوم ہو گیا۔ اور درس دینے لگے۔ مشغول رہے تھے۔ فروغ بھی نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد نبوی میں یہ فیضان علم دیکھ کر بچہ مسرور ہو۔ نزدیک آکر جب علوم ہوا کہ میرا بیٹا ربیعہ ہی استاد اور امام الوقت ہے۔ تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور بے اختیار زبان سے نکلا۔

آئی تیرا فکر یہ کیسے ادا کروں کہ تو نے ناچیز کے بیٹے کو اتنا مرتبہ بخشا۔ گھر آکر بیوی کو مبارکباد دی دی۔ اور لوہے کی عظمت و رفعت بیان کی۔ بیوی نے موقع مناسب سمجھا۔ اور کہا کہ وہ تیس ہزار اشرافیاں جو آپ امانت دے گئے تھے اس بچے کی تعلیم پر خرچ کر کے اس حد تک پہنچایا۔ زندہ دل شوہر

خلافت نبویہ کا دور ہے۔ اور خلیفہ وقت ایک فروغ نامی جرنیل کے ماتحت خراسان کی طرف ایک لشکر روانہ کرتا ہے۔

چونکہ اسلامی فتوحات کا دور تسخیر عالم کا عزم ہے ہوئے تھے اس لئے فروغ کو فاسانی ہم میں پورے ستائیس برس لگ گئے۔

انہی طویل عرصہ میں وہ بچہ جو جاتی دفعہ شکم اور میں

چھوڑ گئے تھے، پیدا ہوا اور ربیعہ نام رکھا گیا۔ بچہ ماں کی

آنکھوں میں پرورش پاتا ہوا جب پڑھنے کے قابل ہوا

تو مسجد دار ماں نے عالم دین بنانے کی خاطر ایک دینی

درسگاہ میں داخل کر دیا۔ اور میں ہزار اشرافیوں کا وہ

سربراہ بن گیا وہ جاتی دفعہ بیوی کے حوالہ کر گیا تھا سب کی

تعلیم پر خرچ کر دیا۔ بچے سے بھی اپنی تمام کوششیں اور

ہمتیں دینی تعلیم حاصل کرنے پر صرف کر دیں۔ آخر کار

ربیعہ کی ہمت اور کوشش رنگ لائی۔ اور ربیعہ امام وقت

بنے۔ سینکڑوں لگے سامنے زانوئے تلمذ بکھولنے اور قرآن

و حدیث کے گہوارے سے بہرہ ور ہونے لگے۔ حتیٰ کہ امام مالکؒ

جیسے بزرگ بھی ان کے شاگرد بنے۔

الفرض فروغ ستائیس برس کے بعد اپنے وطن مدینہ منورہ

پہنچے۔ گھوڑے پر سوار نیز باتھ میں بیٹے ہوئے گھر کا دروازہ

کھٹکھٹاتے ہیں۔ امام ربیعہ گھر میں ہی تشریف فرما تھے۔ باہر

نکلے۔ فروغ دروازہ کھلتے ہی بے تکلف اندر جانے لگے۔ اور امام

(باقی صفحہ ۳۱ پر دیکھو)

اخبار عالم

لچسپ معلومات

(ادبی)

۳۲ کروڑ سیر روٹی اور ۲۵ لاکھ انڈا اگایا جاتا ہے۔
ایک گھنٹہ میں ۱۱۴۰۰۰ تار بھیجے جاتے ہیں۔ اور ایک
ارب ۳۲ کروڑ ۱۴ لاکھ خطوط پارسل وغیرہ روانہ کئے جاتے
ہیں۔ جن پر سات کروڑ روپے کی مالیت کا ٹکٹ لگایا جاتا ہے۔
ایک گھنٹہ میں سورج کے گرد اپنی گردش کا دین ۱۱۱۴
میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ (آخر وژ)
آبادی ہر شہر میں دنیا کی آبادی ایک ارب ۷ کروڑ ۲۰
لاکھ تھی۔ مگر شہر کے وسط میں دنیا کی آبادی ۲ ارب ۵۰
لاکھ اور ۲ ارب ۵۳ کروڑ ۳۰ کے درمیان پہنچ گئی۔ ایشیائی آبادی
کا روس کو چھوڑ کر، اندازاً ۵۵۰ شہر میں تقریباً ایک ارب ۳۴
کروڑ ایک لاکھ ہے۔ اور اوسطاً اس علاقے میں ایک کلومیٹر
کے فاصلے میں ۳۸ افراد رہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں یورپ
روس کے علاوہ) کی آبادی ۳۰ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے۔ اور فی کلومیٹر
(۸۱) انسان آباد ہیں۔ (ٹوائے وقت)

ایک گھنٹہ ہر دنیا میں ایک گھنٹہ میں ۵۴۴ آدمی پڑا
ہوتے ہیں۔ اور ۲۶۳۰ کالعدم ہوتے ہیں۔ گویا دنیا میں ہر
گھنٹہ ۸۱۰ اشخاص کی آبادی کا اضافہ ہوتا ہے۔

دنیا میں ہر گھنٹہ میں بارہ سو شادیاں ہوتی ہیں۔ اور پانچ
سوطلاقیں دی جاتی ہیں۔ نیز ڈیڑھ سو ایسے ہی آزاد بے مدار
ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک گھنٹہ میں ۱۹۵۵۰۰ جرائم وقوع
میں آتے ہیں۔ جس میں سے ۱۷۷۰۰۰ مجرم سزا پاتے ہیں۔

اسی طرح ایک گھنٹہ میں ۹۹۴۰۰ نئے جنینی بنتی
ہے۔ لیکن صرف ۱۹۸۰۰ استعمال ہوتی ہے۔

دنیا کے زندہ دل ایک گھنٹہ میں ۴۷ لاکھ پیٹ
ڈب ادا کروڑ پائے کافی وچائے استعمال کرتے ہیں۔
اسی ایک گھنٹہ میں اڑھائی کروڑ سیر آلو، ۲۴ لاکھ سیر گوشت

بقیہ صفحہ ۳۱ - کما، خدا کی قسم تو نے وہ اشرفیائیں نسلانہ نہیں
کیں۔ جگہ ان سے ایک ایسے خزانہ پر قبضہ کیا جو دوسری دنیا کا
یادگار ہے گا۔

معدن سات

بوجہ کاتب صاحب کے بیمار ہو جانے کے

رسالہ دیر سے شائع کیا جا رہا ہے۔
(مختصر)

دیکھنا بچو! علم کتنی بڑی نعمت ہے۔ کہ جس سے
انسان امام زمان بن سکتا ہے۔ کاش! ہمارے والدین
کو بھی اسی طرح دینی تعلیم دلوانے کا شوق ہوتا۔ اور ہمارے
دل میں بھی بجائے ایم اے وغیرہ کے عالم دین بننے کا شوق
ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر آج بھی ہمارے والدین دینی تعلیم کی طرف
مشغول ہوں تو ہم میں سے بھی دبیہ اور غزالی پیدا ہو سکتے ہیں۔

کتاب ترین رفیق

نصیحتہ شیعہ : مصنفہ مولانا افتخار الدین نصیحتہ الشکور ایک عجیب کتاب، معمولی سوچ بوجھ والا بھی اس سے مکمل فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ صفحات ۶۷۹ قیمت چار روپے ۲/۱۰

تفسیر آیت مباہلہ : مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی۔ قل تعالوا لندعابنا و اذنا و اذناکم کی صحیح تفسیر اور شیعوں کے بڑے مغالطہ کا ازالہ قیمت چار روپے ۲/۱۰

تفسیر آیت امامت : مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی۔ قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تفسیر جن میں لفظ امام اور مسئلہ امامت پر سیر حاصل تبصرہ۔ قیمت چار روپے ۲/۱۰

کشف التلبیس حصہ دوم، سوم : جس میں فضائل صحابہ و دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۲/۱۰

علمائے حق کے کارنامے : ۱۸۵۷ء سے ۱۹۳۹ء تک علماء کرام کے کارناموں کا تذکرہ۔ قیمت ۲/۱۰

علمائے ہند کی شاندار ماضی : کتاب کیا ہے، گرانمایہ دینی اور سیاسی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے۔ ۴/۱۰ روپے

تفسیر آیت اولی الامر منکم : مصنفہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی۔ آیت اطیعوا اللہ الخ کی تفسیر اور شیعوں کے مغالطہ کا جواب۔ قیمت چار روپے ۲/۱۰

غلام احمد غنیمت : اس کے بڑھنے کوئی معقولیت پسند انسان مرنا صاحب کے دعوی نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۱۰/۱۰

خطبات مولانا آزاد : مولانا آزاد کے خطبات مجموعہ و عیدین۔ قیمت ۱۰/۱۰

تحقیق متعہ قیمت ۴ : بدعات محرم، فضائل صحابہؓ مولانا بشیر احمد صاحب پسروری، مختصر مسائل میں نہایت طریق پر تبصرہ معہ حوالہ جات کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰/۱۰

اہل حق کی تنظیم تعمیر : مولانا نور محمد شاہ صاحب بخاری، اکابرین ملت کے بیانات وغیرہ قیمت ۳/۱۰

مکتبہ خزانہ انصار و مجاہدین شمس السلام ڈاکٹر شمس السلام بصرہ پاکستان

افکار آزاد : مرتبہ مولانا محمد عثمان صاحب فاروقیہ الیوم لکھنؤ قیمت ۲/۱۰ روپے